عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۱ | ۲۹ شوال تا ۵ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۳ تا ۹ جنوری ۲۰۰۳ء | شمارہ:۳۲

یقین کی دولت

بانیٔ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاسؒ

اسلام کی مقبولیت

قادیانیوں کے جھوٹے انکشافات

انسانیت کی پہچان

لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت

فریضۂ دعوت سے غفلت کے نتائج

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

جھوٹے نبی کا انجام:

س:...... رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امکانِ نبوت پر روشنی ڈالئے اور بتایئے کہ جھوٹے نبیوں کا انجام کیا ہوتا ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کا انجام کیا ہوا؟

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا حصول ممکن نہیں' جھوٹے نبی کا انجام مرزا غلام احمد قادیانی جیسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرتا ہے۔ چنانچہ تمام جھوٹے مدعیانِ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا۔ خود مرزا قادیانی منہ مانگی ہیضے کی موت مرا اور دمِ واپسیں دونوں راستوں سے نجاست خارج ہورہی تھی۔

کلمہ شہادت اور قادیانی:

س:...... آنجناب سے ایک سائل نے سوال کیا تھا کہ کسی غیر مسلم کو مسلم بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ:

''غیر مسلم کو کلمہ شہادت پڑھا دیجئے مسلمان ہوجائے گا''

اگر مسلمان ہونے کے لئے صرف کلمہ شہادت پڑھ لینا کافی ہے تو پھر قادیانیوں کو باوجود کلمہ شہادت پڑھنے کے غیر مسلم کیسے قرار دیا جاتا ہے؟ از راہِ کرم اپنے جواب پر نظرِ ثانی فرمائیں۔ آپ نے تو اس جواب سے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا ہے۔ قادیانی اس جواب کو اپنی مسلمانی کے لئے بطور سند پیش کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کریں گے اور آپ کو بھی خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔

ج:...... مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت پڑھنے کے ساتھ ساتھ خلافِ اسلام مذاہب سے بیزار ہونا اور ان کو چھوڑنے کا عزم کرنا بھی شرط ہے۔ یہ شرط میں نے اس لئے نہیں لکھی تھی کہ جو شخص اسلام لانے کے لئے آئے گا' ظاہر ہے کہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو چھوڑنے کا عزم لے کر ہی آئے گا۔ باقی قادیانی حضرات اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ ان کے نزدیک کلمہ شہادت پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مرزا صاحب کی پیروی کرنے اور ان کی بیعت کرنے میں شامل ہونے سے ''مسلمان'' ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے انہیں یہ الہام کیا ہے کہ:

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا' وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔''

(تذکرہ طبع جدید ص ۳۳۶)

نیز مرزا قادیانی اپنا یہ الہام بھی سناتا ہے کہ:

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (مرزا کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم)

مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود صاحب لکھتے ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا' وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

مرزا صاحب کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا' یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا' یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا' وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

قادیانیوں سے کہئے کہ ذرا اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر بات کیا کریں۔

مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھنے پر سزا ملنے کا گمراہ کن پروپیگنڈا:

س:...... میرے ساتھ ایک عیسائی لڑکی پڑھتی ہے۔ وہ اسلام میں دلچسپی رکھتی ہے۔ میں اسے اسلام کے متعلق بتاتی رہتی ہوں لیکن جب میں نے اسے اسلام قبول کرنے کے لئے کہا تو وہ کہنے لگی کہ تمہارے یہاں تو کلمہ پڑھنے پر سخت سزا دی جاتی ہے' اخبار میں بھی آیا تھا۔ برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ میں اسے کیا جواب دوں؟

ج:...... اسے یہ جواب دیجئے کہ اسلام قبول کرکے کلمہ پڑھنے سے منع نہیں کرتے' نہ اس پر سزا دی جاتی ہے' البتہ وہ غیر مسلم جو منافقانہ طور پر اسلام کا کلمہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں' ان کو سزا دی جاتی ہے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر
مولانا اللہ وسایا

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

جلد:۲۱ | ۲۹ شوال تا ۵ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ بمطابق ۳ تا ۹ جنوری ۲۰۰۳ء | شمارہ:۳۲

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
اسلام کی مقبولیت (مولانا نذر الحفیظ)	6
یقین کی دولت (مولانا عبدالرحمٰن نگرامی)	9
انسانیت کی پہچان (مولانا سعید الرحمٰن اعظمی)	11
فریضۂ دعوت سے غفلت کے نتائج (مولانا سید محمد رابع حسنی)	14
لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت (مولانا معین الدین احمد)	17
بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاسؒ (مولانا سید سلیمان ندویؒ)	20
قادیانیوں کے جھوٹے انکشافات (مولانا منظور احمد آفاقی)	22
ہوشیار پور میں چلہ کشی (مولانا رفیق دلاوریؒ)	25

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۸۳۴۸۶-۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

ادار یہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی‘ صیہونی اشتراک

صیہونیت اور قادیانیت عالم اسلام کے لئے سب سے بڑا چیلنج ہیں‘ مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کی ستم رانیوں سے جبین تاریخ عرق آلود ہے اور دنیا بھر میں قادیانیوں کی مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوششوں نے مسیلمہ کذاب کی روح کو شرمندہ کر رکھا ہے۔ صیہونی‘ مسلمانوں کے جسمانی آزاد کے درپے ہیں اور قادیانی مسلمانوں کے روحانی آزار کے درپے ہیں۔ یہ دونوں سفید سامراج کی پیداوار اور اس کے آلہ کار ہیں‘ دونوں کے درمیان اتحاد و تعاون اور یکجہتی و ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں ایک اخبار میں ایک ایسا چونکا دینے والا تجزیہ شائع ہوا جس نے قادیانی‘ صیہونی گٹھ جوڑ کو مزید عیاں کر دیا۔ یہ چشم کشا تجزیہ ملاحظہ فرمایئے:

”بھارتی خفیہ ایجنسی اور اسرائیلی ایجنسی ”موساد“ کے باہمی اشتراک سے فن لینڈ نامی کمپنی کے ذریعے ۱۰ تا ۱۷/ دسمبر کو تل ابیب میں یعقوبیہ کے مقام پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا گیا‘ جس میں یورپی و افریقی ممالک کی شہریت کے حامل پاکستانی نوجوانوں نے شرکت کی۔ سیمینار کا مقصد پاکستان کے خلاف نوجوانوں میں نفرت پیدا کر کے ان سے پاکستان کے خلاف کام لینا ہے۔ سیمینار میں پاکستان کے خلاف تقریریں کی گئیں۔ سیمینار میں ایک فارم تقسیم کیا گیا‘ جس میں تل ابیب کے قریب بسائی جانے والی فری زون بستی‘ جس میں دنیا بھر کے مذکورہ بالا مسلمان آباد ہوں گے‘ میں رہائش کے وعدے کے ساتھ شادی کا لالچ بھی دیا گیا ہے۔ سیمینار میں اسرائیل کے ثقافت کے وزیر نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ ذرائع کے مطابق یہ سیمینار اس معاہدے کا نتیجہ ہے جو ۱۴/ اگست ۲۰۰۲ء کو نئی دہلی میں اسرائیلی اور بھارتی حکومت میں ہوا تھا‘ جس کے ذریعے ان کی خفیہ سروسز کے ذریعے غیر ممالک میں آباد پاکستانیوں کو اسرائیل کی طرف راغب کرنا ہے‘ یہ کوششیں بالآخر رنگ لے آئیں۔ سیمینار میں نیویارک‘ لندن‘ تنزانیہ‘ جوہانسبرگ اور دیگر کئی ملکوں سے سینکڑوں پاکستانیوں نے شرکت کی۔ یہ اطلاع بھی ہے کہ سیمینار میں جنوبی افریقہ کی شہریت رکھنے والا پاکستانی نوجوان حمید آرائیں بھی شریک ہوا‘ موصوف کا تعلق فیصل آباد کی ایک اقلیت سے ہے۔

خبر میں اس بات کی وضاحت نہیں کی گئی کہ یہ اقلیت کون سی ہے؟ جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ قادیانی بدبخت ہیں جو پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی فکر میں ہیں اور یہود و ہنود کی مدد سے پاکستانی نوجوانوں کو رقم‘ نوکری اور شادی کا لالچ دے کر انہیں مرتد بنانے اور پاکستان کے خلاف کام کرنے پر اکسا رہے ہیں۔ کیا القاعدہ اور طالبان کے خلاف ہمہ تن مصروف ایجنسیاں مکروہ شکل والے ان موذی کیڑوں پر توجہ کے لئے وقت نکالیں گی؟؟؟“

(”مکروہ کیڑے“ کالم ”بین السطور“ روزنامہ ”اسلام“ ۲۳/ دسمبر ۲۰۰۲ء)

قادیانیوں کی پاکستان دشمنی اس تجزیہ کے مطالعہ کے بعد کسی تبصرہ کی محتاج نہیں رہ جاتی مگر ہم ریکارڈ میں لانے کے لئے چند باتیں عرض کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

قادیانی پاکستان کے قیام کے روز اوّل سے اس کے غدار چلے آ رہے ہیں۔ اسرائیل کی طرح قادیانی جماعت کا وجود ہی سراپا سازش ہے اور اس کی سازش کا نشانہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پورا عالم اسلام خصوصاً ایشیا اور مشرق وسطیٰ ہے۔ قادیانی‘ اسرائیلی گٹھ جوڑ پاکستان کے ایک بازو کو کاٹ چکا ہے اور دوسرے بازو کی تخریب میں اس کی سرگرمیاں روز افزوں ہیں۔ قادیانی دہشت پسند تنظیم کو ہر اس قوت سے قلبی تعلق ہے جو عالم اسلام کی تخریب کے مقصد میں اس کی معاون ثابت ہو سکے‘ خواہ وہ یہودیوں کی صیہونی تحریک ہو یا دہریت پسندوں کی سوشلسٹ تحریک‘ ہندوستان کی جارحیت ہو یا پاکستان کی ”امن پسند“ مسیحی اقلیت۔ عالم اسلام کے نزدیک صیہونی تحریک استعماری سازش کی ناجائز اولاد ہے‘ جس کی پرورش مغربی استعمار کے زور پر کی جا رہی ہے‘ یہی وجہ ہے کہ تعلقات و روابط استوار کرنا کیا معنی؟ کسی اسلامی حکومت نے استعمار کے اس ”ناجائز بچہ“ کو ابھی تک زندہ رہنے کی اجازت بھی نہیں دی‘ لیکن قادیانی تحریک خود بھی چونکہ استعمار کی ناجائز اولاد کی حیثیت رکھتی ہے‘ اس لئے ان دونوں کے نہ صرف باہمی روابط استوار ہوئے بلکہ دونوں ”توام بہن بھائی“ کی حیثیت سے عالم اسلام کو چیلنج کر رہے ہیں۔ جب تک پاکستان میں قادیانیوں کی سرگرمیاں من مانے انداز میں جاری تھیں اور پنجاب میں قادیانی اسٹیٹ

''ربوہ'' (جسے آجکل ''چناب نگر'' کہا جاتا ہے) میں قائم تھی' اس وقت تک اس قادیانی ریاست کا باقاعدہ طور پر اسرائیلی ریاست سے رابطہ قائم تھا۔

۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۳ء تک پاکستان کا وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی رہا' جو لفظی طور پر حکومت پاکستان کا وزیر خارجہ تھا مگر معنوی طور پر ''ربوہ اسٹیٹ'' کی وزارت خارجہ کے فرائض انجام دے رہا تھا' اس نے رسمی طور پر پاکستان سے وفاداری کا حلف اٹھایا تھا مگر حقیقی طور پر وہ قادیانی خلیفہ کا مطیع و فرمانبردار اور وفادار تھا' اسی کے عہد وزارت میں ''ربوہ اسٹیٹ'' کا ''اسرائیل'' سے رابطہ مستحکم ہوا' جسے سفارتی تعلقات کہنا زیادہ مناسب ہے' لیکن جب مسٹر ظفر اللہ خان سے اس سلسلہ میں سوال کیا گیا کہ کیا اسرائیل میں ''ربوہ'' کا مشن قائم ہے تو اس نے جواب دیا کہ: حکومت پاکستان کو تو اس کی اطلاع نہیں۔ اس کا یہ جواب بالکل صحیح تھا کیونکہ اس نے حکومت پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے اسرائیل کے ساتھ سفارتی رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ قادیانی گروہ چالاکی و عیاری میں اپنے سفید آقاؤں کا بھی استاد ہے۔ جب ''ربوہ اسٹیٹ'' کے سفارتی روابط اسرائیل کے ساتھ قائم کئے گئے تھے تو ابتدا میں اسے صیغۂ راز میں رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن جب یہ راز طشت از بام ہو کر رہا تو اس کی یہ تاویل کی گئی کہ اسرائیل میں جو قادیانی مشن کام کر رہا ہے' اس کا ''ربوہ اسٹیٹ'' سے رابطہ نہیں بلکہ وہ انڈیا کے مرکز قادیان کے ماتحت ہے' لیکن کچھ دنوں بعد جب ''ربوہ اسٹیٹ'' کا بجٹ شائع ہوا تو اس میں ان کے اسرائیل میں کام کرنے والے قادیانی مشن کا میزانیہ بھی درج تھا اب یہ تاویل کی گئی کہ اسرائیل میں قادیانی مشن تو قائم ہے اور ہے بھی ربوہ اسٹیٹ کے ماتحت لیکن وہ کوئی سیاسی مشن نہیں بلکہ تبلیغی مشن ہے' اور یہ تو خود قادیانیت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیوں کی تبلیغ عین سیاست ہے اور ان کی سیاست ہی ''تبلیغ'' ہے' قادیانی تحریک کو ہم مذہبی تحریک نہیں سمجھتے بلکہ یہ خالص سیاسی تحریک ہے' جس پر مذہب کا خول بڑی عیاری کے ساتھ چڑھایا گیا ہے۔ دو آزاد اور خود مختار قوموں کے درمیان سیاسی' اقتصادی' فنی اور معاشرتی شعبوں میں تعاون ایک قابل فہم چیز ہے' بسا اوقات فوجی تعاون کی صورتیں بھی پیدا جاتی ہیں لیکن قادیانیوں نے صیہونیوں کے ساتھ ہمہ جہتی تعاون کا ایک نیا باب رقم کیا اور وہ یہ کہ قادیانی سپاہی اسرائیلی فوج میں بھرتی کئے جانے لگے' یہ فوجی تعاون کا وہ عالمی ریکارڈ ہے جو قادیانیوں اور صیہونیوں نے قائم کر دکھایا۔ ہمارے ملک کے مؤقر جریدہ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور نے یہ خبر شائع کرکے سنسنی پھیلا دی تھی کہ:

> ''لندن سے شائع ہونے والی کتاب ''اسرائیل: اے پروفائل'' میں انکشاف کیا گیا ہے کہ حکومت اسرائیل نے اپنی فوج میں پاکستانی قادیانیوں کو بھرتی ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ کتاب پولیٹیکل سائنس کے ایک یہودی پروفیسر آئی آئی نومانی نے لکھی ہے اور اسے ادارہ پال مال لندن نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ۱۹۷۲ء تک اسرائیلی فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانی شامل ہو چکے ہیں۔''
>
> (روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور ۲۹/ دسمبر ۱۹۷۵ء)

دنیا بھر کا ہر ہندو' ہر یہودی' ہر مسیحی اور ہر دہریہ' قادیانی اقلیت سے دلچسپی رکھتا ہے' اس کے تحفظ کے لئے اپنی طاقت کی چھتری مہیا کرنا ضروری سمجھتا ہے اور قادیانیوں کی خاطر عالم اسلام کو بارود سے اڑا دینے کا عزم رکھتا ہے' ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ: ''الکفر ملة واحدة'' کفر کے تمام فرقوں کی باہمی لڑائی انہیں اسلام دشمنی کے مقصد پر جمع ہونے سے نہیں روکتی۔ تمام طاغوتی طاقتیں عالم اسلام کے خلاف قادیانی جماعت کی معاون و محافظ ہیں' اور قادیانی گروہ ان سارے طاغوتوں کی شطرنج کا مہرہ ہے' جسے اسلام کو زک پہنچانے کے لئے بہ الطائف الحیل حرکت میں لایا جاتا ہے۔ قادیانی جماعت اسرائیلی فوج کے لئے صرف پاکستان کے قادیانی مہیا نہیں کرتی بلکہ پاکستان کے فوجی اور انتظامی راز ہندوستان کو اور مشرق وسطی کے اندرونی خفیہ راز اسرائیل کو بھی فراہم کئے جاتے ہیں۔ اسلام کی بنیاد ''لا الہ الا اللہ'' پر ہے اور یہی نعرہ قیام پاکستان کے وقت لگایا گیا تھا جبکہ قادیانیت کی بنیاد ہی مغربی استعمار کے خلاف اسلام نعروں پر رکھی گئی ہے' یہی وجہ ہے کہ قادیانی' پاکستان یا دیگر مسلم ممالک کو ہر نوع کا نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے' وہ جس ملک میں بھی رہتے ہیں وہاں اپنی متوازی ریاستیں قائم کر لیتے ہیں۔ قادیانی' اسرائیلی اتحاد کھل کر آپ کے سامنے آچکا ہے' اب ذرا عالم اسلام میں قادیانیت کے اثر و رسوخ پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔ پاکستان میں کلیدی حکومتی عہدوں کے دروازے ہنوز قادیانیوں پر کھلے ہوئے ہیں' ملک کی اقتصادیات کو قادیانیوں کے ہاتھوں یرغمال بننے سے روکنے کے لئے تاحال کوئی پالیسی وضع نہیں کی گئی' ملک کے ہر چھوٹے بڑے محکمہ میں قادیانی اب بھی دخیل ہیں' قادیانی بیرون ملک برطانیہ اور دیگر ممالک میں اسلام' پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں' جس کی ایک جھلک آپ مذکورہ بالا تجزیہ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں' سوال یہ ہے کہ کیا عالم اسلام نے قادیانیوں کی جاسوسی' خفیہ سازشوں اور زہریلے پروپیگنڈے کے سد باب کے لئے کوئی انتظام کیا ہے؟ اور کیا اس کی ضرورت بھی کسی کے گوشۂ ذہن میں آئی ہے؟ قادیانی تحریک صرف اسلام سے باغی نہیں بلکہ یہ ایک خفیہ سیاسی تنظیم ہے اور اس کی عملی سرگرمیوں نے اسے ایک دہشت پسند تنظیم ثابت کر دیا ہے۔ کیا دنیا میں دہشت پسندی اور دہشت گردی کے خاتمے کے علمبردار' قادیانی جماعت کو دہشت گرد تنظیم قرار دے کر اس پر پابندی عائد کریں گے؟؟؟

ختم نبوۃ

اسلام کی مقبولیت

لندن کے مشہور اخبار ''ٹائمز'' نے ۹/نومبر ۱۹۹۳ء میں ایک رپورٹ شائع کی تھی' جس کی ایک سرخی یہ تھی کہ مغربی میڈیا کی معاندانہ روش کے باوجود اسلام مغربی دلوں کو فتح کررہا ہے۔ اس مضمون میں کہا گیا تھا کہ جس بھاری تعداد میں برطانوی باشندے آج کل اسلام قبول کررہے ہیں' اس کی کوئی نظیر ماضی میں نہیں ملتی اور اندازہ یہ ہے کہ آئندہ بیس سال میں برطانوی نومسلموں کی تعداد ان مسلمانوں سے زیادہ ہوجائے گی' جو دوسرے ممالک سے آکر وہاں آباد ہورہے ہیں۔

اس رپورٹ کے مطابق دلچسپ بات یہ ہے کہ ان نومسلموں میں خواتین کی تعداد مردوں کے مقابلے میں چارگنا زیادہ ہے۔ اخبار لکھتا ہے کہ یہ بھی ستم ظریفی کی بات ہے کہ اکثر برطانوی نومسلم عورتیں ہیں' حالانکہ مغرب میں یہ نظریہ وسیع پیمانہ پر پھیلا ہوا ہے کہ اسلام عورتوں سے گھٹیا سلوک کرتا ہے۔

اخبار میں بہت سی خواتین کے انٹرویو بھی شائع ہوئے تھے' جو برطانوی نژاد ہیں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں' اور انہوں نے بصیرت کے ساتھ اسلام قبول کیا ہے' متعدد انٹرویو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ بہت سی نومسلم خواتین نے اسلام اور مغرب کا تقابل کرتے ہوئے یہ تبصرہ کیا کہ اسلام میں عورت کو زیادہ تقدس اور عظمت حاصل ہے جو مغربی عورتوں کو حاصل نہیں' ان کے نزدیک مغرب کی ''تحریک آزادیٔ نسواں'' کا اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں کہ عورت دوہرے بوجھ تلے دب گئی۔ تازہ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ برطانیہ میں آٹھ سال کے اندر دس ہزار برطانوی باشندوں نے اسلام قبول کیا' جس میں خواتین کا تناسب ۶۲ فیصد ہے۔

ان رپورٹوں سے ہلکا سا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہم مسلمانوں کی بے عملی کے باوجود اللہ تعالیٰ پردۂ غیب سے کس طرح اشاعت اسلام کے اسباب پیدا

نذر الحفیظ ندوی

فرمارہے ہیں۔

فرانس کے مختلف شہروں کے بارے میں فرانسیسی وزارت داخلہ کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے' اس کی تصدیق وہاں کی مسلم تنظیموں نے بھی کی ہے۔

فرانس میں پندرہ سال کے اندر دس ہزار فرانسیسی باشندوں نے اسلام قبول کیا جس میں خواتین کا تناسب ۶۷ فیصد ہے' باقی مرد ہیں۔ ان میں سائنسداں' انجینئر' صحافی' سفارت کار' مبلغ' پادری' دانشور' مفکر' پروفیسر' ادیب' وزیر' ماہر نفسیات' فلم اسٹار اور فوجی افسران شامل ہیں' ریاض سعودی عرب سے شائع ہونے والے رسالہ ''الدعوۃ'' کی ایک رپورٹ سے یہ دلچسپ انکشاف ہوتا ہے کہ فرانسیسی وزارت داخلہ نے اپنی ایک رپورٹ میں اس کا اعتراف کیا ہے کہ جس محلہ میں مسلمان مساجد تعمیر کرتے ہیں وہاں جرائم حیرت انگیز حد تک کم ہوجاتے ہیں' فرانس کے ایک صنعتی شہر میں مقیم مسلمانوں نے وہاں کی کارپوریشن سے مسجد تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی لیکن شہر کے میئر نے درخواست مسترد کردی' چار سال تک یہ درخواستیں مسترد ہوتی رہیں۔ اس صورت حال کو دیکھ مسلمانوں نے ایک تجارتی کمپلیکس تعمیر کرکے ایک بڑے ہال میں نماز شروع کردی' فرانسیسی خفیہ پولیس نے وزارت داخلہ کو رپورٹ دی کہ جب سے مسلمانوں نے یہاں نماز شروع کی ہے' اس وقت سے اس علاقہ میں جرائم کم ہوگئے ہیں۔ فرانسیسی وزارت داخلہ نے اس بنیاد پر ان تمام محلوں میں ہونے والے جرائم کا سروے کرایا جہاں مسجدیں ہیں' رپورٹ نے یہ انکشاف کیا کہ عام طور سے مساجد کی تعمیر کے بعد جرائم میں حیرت انگیز کمی آگئی' کیوں؟ اس کی وجہ ہمیں نہیں معلوم' اس رپورٹ کو بنیاد بنا کر فرانسیسی وزارت داخلہ نے مساجد کی تعمیر کی عام اجازت دے دی اور سرکاری سطح پر اس کا اعتراف کیا گیا کہ فرانس اور یورپی ممالک جرائم پر قابو پانے کے لئے کروڑوں ڈالر خرچ کرتے

ہیں' پھر بھی وہ ناکام رہے ہیں۔ اس رپورٹ کے بعد ہی فرانسیسی جیلوں کی انتظامیہ نے مسلمان داعیوں کو جیلوں میں محبوس قیدیوں کی اصلاح کے لئے مدعو کرنا شروع کردیا۔ اس کے نتائج بھی بہت جلد سامنے آنے لگے' دوسری طرف فرانسیسی مسلمانوں نے اپنے بچوں کی تعلیمی ترقی کے لئے ایسا نظام بنایا کہ وہ تعلیم کے میدانوں میں ممتاز نمبرات سے کامیاب ہونے لگے اور اہم کلیدی عہدوں پر ان کو متعین کیا جانے لگا' سابق امریکی صدر کلنٹن کے دورے میں ان کے ہمراہ ماہرین کی جو ٹیم آئی تھی' اس میں پانچ مسلمان تھے' ایک مرکزی وزارت زراعت کے ماہر' دوسرے سابق صدر کلنٹن کی تقریر لکھنے والے' تیسرے امریکی سفیر' چوتھے مالیاتی مشیر' پانچویں ایک خاتون تھیں:

"واللہ غالب علی امرہ ولکن
اکثر الناس لایعلمون"

ابھی حال ہی میں لندن میں احمد عبدالرحمٰن نامی ایک داعی نے سینتالیس نومسلموں سے سوالات کئے ہیں کہ ان کے قبول اسلام کی وجہ کیا ہوئی؟ اس میں سولہ امریکی اور یورپی ملکوں کے نومسلموں کا انٹرویو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔

انٹرویو کے پہلے حصے میں بتایا گیا ہے کہ عام طور پر مغربی ممالک میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کیا شبہات پائے جاتے ہیں' مغربی میڈیا کس طرح اپنی ساری توانائی کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مرکوز کردیتا ہے' لیکن اتنی شدید عداوت و مخالفت کے باوجود اسلام کیوں پھیل رہا ہے اور بغیر کسی حکومتی سرپرستی اور ادنی ترغیب وتشویش کے لوگ کیوں اسلام قبول کررہے ہیں' اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ایک سابق برطانوی سفیر جنہوں نے قبول اسلام کے بعد اپنا نام حسن رکھا ہے' لکھا ہے کہ:

"مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوتی تھی کہ اتنی شدید مخالفت اور عداوت کے باوجود آخر لوگ اسلام کیوں قبول کرتے ہیں؟ اس مذہب میں آخر کون سی ایسی کشش ہے کہ لوگ خود بخود اس کی طرف بے اختیار کھنچے چلے جاتے ہیں؟ اس سوال پر غور کرنے سے مجھے یہی جواب ملا کہ اسلام ہی وہ آخری مذہب ہے' جو تمام انسانوں کی ہدایت اور ان کی حقیقی کامیابی کا ضامن ہے' یہ مذہب چونکہ انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے اور انسانی مشکلات و مسائل سے وہ آنکھیں بند نہیں کرتا بلکہ ان کا صحیح حل پیش کرتا ہے' مضطرب اور بے چین انسانوں کو ذہنی اور قلبی سکون واطمینان عطا کرتا ہے' اس لئے لوگ اگر کثرت سے اس کو قبول کررہے ہیں تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے۔"

اس سابق برطانوی سفیر نے مسلم اور غیر مسلم ممالک میں قیام کے دوران جو بنیادی فرق محسوس کیا وہ ان کے الفاظ میں یہ تھا کہ مسلم ممالک میں ہم نے عام طور پر امن وامان پایا' مسلم سوسائٹی کو بھی مطمئن اور مسرور دیکھا' اس کے برعکس غیر مسلم ملکوں میں عام طور سے ہم کو لوگوں کے چہروں پر غم اور فکر کی پرچھائیں نظر آئی' ایک سابق فرانسیسی سفیر نے بھی جنہوں نے سعودی عرب' کویت اور عرب امارات میں خاصا وقت گزارا ہے' ایسے ہی تاثرات ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: میں ریاض اور جدہ میں تنہا بغیر کسی محافظ کے گھومتا تھا' ہزاروں ڈالر ہماری جیب میں ہوتے' ہماری قیام گاہ کے دروازے بھی عام طور سے کھلے رہتے' کبھی کوئی چوری نہیں ہوئی' نہ کسی نے خرید وفروخت میں ہمیں دھوکہ دیا' ناواقفیت میں ہم نے زیادہ پیسے دے دیئے' جو دکاندار نے واپس کردیئے' جب ہم واپس پیرس پہنچے تو پہلے ہی دن جیب کتروں نے ایئرپورٹ پر ہماری جیب سے پیسے اڑالئے' دوسرے ہفتے ہمارے فلیٹ میں چوری ہوگئی' ہم نے تھوڑے سے غور وفکر اور اسلام کے مطالعہ کے بعد اسلام قبول کرلیا' اس لئے کہ مسیحیت ایک بے جان لاشہ ہے' زندگی سے اس کا کوئی ربط و تعلق نہیں' اس کی واضح دلیل اگر آپ چاہتے ہیں تو ان لوگوں کو دیکھئے جو پابندی سے گرجا گھروں کو جاتے ہیں' فرانس میں صرف چار فیصد لوگ اتوار کو گرجا گھر جاتے ہیں' جرمنی میں چھ فیصد لوگ اور برطانیہ میں سات فیصد لیکن مسلمان ہر روز اپنی مسجدوں میں پانچ وقت جاتے ہیں اور ہر جگہ نمازیوں کا تناسب ساٹھ ستر فیصد سے زیادہ ہے' دوسری بنیادی خصوصیت مسلمانوں کی یہ ہے کہ اپنے مذہب سے ان کا زندہ تعلق ہے' اور اسلام ان کی چوبیس گھنٹے کی زندگی میں بڑی حد تک داخل ہے' ہم نے مغربی ملکوں کے لوگوں کو نجی مجلسوں میں عام طور سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ مسیحیت پر سے ہم لوگوں کا اعتماد اٹھ گیا ہے' ہمارے مسیحی مبلغین ہر طرح کے مالی اور اخلاقی جرائم کے مرتکب ہورہے ہیں۔

انٹرویو میں اسلام قبول کرنے والوں نے قبول اسلام کی جو وجہ بتائی ہے' اس میں قدر مشترک سب کی نظر میں یہی ہے کہ تنہا اسلام ہی وہ زندہ مذہب ہے جو پوری انسانیت کو ہلاکت و بربادی سے بچاسکتا ہے۔

آکسفورڈ میں اسلامک سینٹر کے ڈاکٹر گراہم کا کہنا ہے کہ اب اسلام مشرق ومغرب کا قضیہ نہیں رہا' وہ ایک مکمل معاشرہ کا داعی ہے' اسلام توحید کا سب سے بڑا داعی ہے۔

برطانیہ کے شہر ویلز کے ایک سابق مسیحی مبلغ کہتے ہیں کہ میں اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک متعصب مسیحی تھا' یہودیوں سے مجھے اتنی زبردست ہمدردی تھی کہ ان کی مدد کے لئے میں اسرائیل گیا' یہودیوں اور فلسطینی مسلمانوں سے میل جول کے بعد چند ہی دنوں میں مجھے اندازہ ہوگیا کہ مسلمان مظلوم ہیں' ان کی زمین یہودیوں نے غصب کی ہے' یہودی بڑے ظالم' شقی القلب اور متکبر ہیں' بداخلاق ہیں' انسانیت سے قطعی عاری ہیں' دھوکہ وفریب سے ان کی پوری زندگی عبارت ہے' اس کے برعکس مسلمانوں کو ہم نے اخلاقی لحاظ سے بہت بلند پایا' اسرائیل سے دوسرے ہی ہفتہ میں واپس آ گیا' میں نے اسلام اور مسلمانوں سے متعلق پڑھنا شروع کیا تو اندازہ ہوا کہ مغربی میڈیا نے کس طرح ہمارے ذہنوں کو مسموم کردیا تھا' ایک ماہ بعد ہم نے اسلام قبول کرلیا۔

انٹرویو کے ایک حصہ میں بتایا گیا ہے کہ عام طور پر اسلام قبول کرنے والوں کی زندگی یکسر تبدیل ہوگئی۔ خصوصاً مغربی ماحول کی پروردہ خواتین نے اسلام کی عائد کردہ پابندیوں کو بڑی خوشی سے قبول کرلیا۔ اس لئے کہ جرمن خاتون حنا کے بقول اسلام نے خواتین کو جو حقوق دیئے ہیں وہ کسی مذہب نے نہیں دیئے' اسلام میں خاندان کا شیرازہ یکجا رہتا ہے۔ بلجیئم کی نومسلمہ رابعہ کہتی ہیں کہ مسلمان خاندانوں میں خواتین کا بڑا احترام کیا جاتا ہے' جیسے جیسے اس کی عمر بڑھتی ہے' ماں اور دادی کی حیثیت سے ان کے احترام اور تقدس میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اسلام کی بنیادی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک سابق فرانسیسی مسیحی مبلغہ نے بتایا کہ جب ہم نماز میں ہوتے ہیں تو براہ راست اپنے خالق سے ہم کلام ہوتے ہیں' ہمارے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا' جیسا کہ مسیحی مذہب میں پادری واسطہ ہوتا ہے۔ امریکی نومسلمہ عائشہ صوفیا کہتی ہیں کہ اسلام میں قضا وقدر پر ایمان لانا ایک ایسی خوبی ہے کہ مغربی لوگ اگر اس پر ایمان لے آئیں تو ان کے تمام عقلی' قلبی اور اعصابی امراض کا یکسر خاتمہ ہوجائے۔ ایک دوسرے نومسلم نے (جو یہودی تھے اور فری میسن تنظیم میں اپنی سرگرم جدوجہد کی وجہ سے اس کے خاص معتمد علیہ اور ممتاز ارکان میں ان کا شمار ہونے لگا تھا) اسلام قبول کرنے کے بعد اپنا نام رکن الدین رکھا' انہوں نے قرآن مجید کے متعلق اپنے تاثرات ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ جب میں نے پہلی بار قرآن مجید پڑھا تو وہ معجزہ معلوم ہوا' اس کا نور میرے قلب میں داخل ہوگیا' اور مجھے زندگی میں پہلی بار سکون محسوس ہوا' اور یہی احساس میرے قبول اسلام کا سبب بنا' جو شخص بھی قلبی سکون کا متلاشی ہو اس کو میں قرآن مجید پڑھنے کی دعوت دیتا ہوں' جو شخص ایک بار بھی قرآن مجید پڑھ لے گا وہ اس بات سے انکار نہیں کرسکے گا کہ قرآن کلام اللہ ہے' میں نے ذہنی سکون کی تلاش میں دنیا بھر کے چکر لگائے اور لاکھوں ڈالر خرچ کئے' لیکن قرآن مجید نے مجھے جو دولت عطا کی اس کی کوئی قیمت نہیں لگا سکتا' میری زندگی قرآن مجید پڑھنے سے یکسر تبدیل ہوگئی' جو صرف قرآن کا معجزہ ہے' افسوس ہے کہ دنیا اس نور سے محروم ہے' اس انٹرویو کے آخری حصہ میں نومسلموں نے مغربی معاشرے کی مشکلات و مسائل اور ان کے اسلامی حل کا تذکرہ کیا ہے' اور بتایا ہے کہ غیر اسلامی معاشرہ جس جنسی انارکی' اخلاقی فساد' مالی بحران اور اعصابی امراض میں گرفتار ہے' ان سے نجات صرف اسلام ہی دے سکتا ہے۔

☆☆............☆☆

نعت پاک

تسنیم فاروقی

دنیا کا کوئی زور چلا ہے نہ چلے گا
سرکار کا دامن نہ چھٹا ہے نہ چھٹے گا

ہلچل ہے فرشتوں میں کہ آتے ہیں محمدؐ
عرش ایسا کبھی اور سجا ہے نہ سجے گا

ہم رب کعبہ کی قسم کھائے ہوئے ہیں
سر اپنا کہیں اور جھکا ہے نہ جھکے گا

ہیں دونوں جہاں اس کے اجالے سے منور
دھرتی پہ چراغ ایسا جلا ہے نہ جلے گا

یہ شہر حرم' شہر حرم' شہر حرم ہے
شہر ایسا کوئی اور بسا ہے نہ بسے گا

صدیق کو معراج کے منظر میں پرکھیے
سچ ایسا کسی نے نہ کہا ہے نہ کہے گا

دریا بھی مجبور تھے تعمیل عمرؓ میں
خط یوں کسی حاکم نے لکھا ہے نہ لکھے گا

عثمانؓ کو اک تاج عطا ہوگا خدا سے
سر ایسے کسی کا نہ کٹا ہے نہ کٹے گا

اسلام کے لشکر کا جری ہو کہ ہو فاتح
حیدرؓ سے شجاعت میں بڑھا ہے نہ بڑھے گا

جانا ہے بہت دور کوئی اس کا جتن کر
تسنیم یہاں کوئی رہا ہے نہ رہے گا

یقین کی دولت

مولانا عبدالرحمٰن نگرامیؒ

تاریخ اسلام کے اس زمانہ پر نگاہ ڈالئے' جو نہ صرف تاریخ اسلام میں' بلکہ تاریخ عالم میں' اپنی پاکیزگی کی کوئی نظیر نہیں رکھتا' اور جسے ایک تاریخی واقعہ کی حیثیت سے خیر القرون کا لقب دیا گیا ہے' یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ خدا کے چند بندے' جو تعداد میں تھوڑے' سروسامان کے لحاظ سے بالکل بے حیثیت تھے' اٹھتے ہیں اور ایک عالم کی کایا پلٹ دیتے ہیں' صرف سلطنتوں ہی کو نہیں' بلکہ مخلوق کے دلوں اور روحوں تک میں عظیم الشان تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں' برائی مٹ کر بھلائی آ جاتی ہے اور ظلم کی جگہ انصاف قائم ہوتا ہے' اس زمانہ کا کوئی دانشمند اس پاک گروہ کے حالات پر جب غور کرے گا' ان کی لڑائیوں کے سروسامان کی فہرست تاریخ کے اوراق میں دیکھے گا' ان کے جنگ کے اطوار' دعوت اور تبلیغ کے طریقے معلوم کرے گا تو یقیناً اسے اچنبھا ہوگا' کوئی بڑا علم النفس کا ماہر اپنے فن کے اعتبار سے کچھ باتیں نکال کر ان کی کامیابی کے اسباب گنانا شروع کرے گا' لیکن حقیقت کچھ اور ہے' ان کی کامیابی کا راز اور ان کی تاثیر کے اس قدر جلد اور مضبوطی کے ساتھ پھیلنے کا بھید نہ تو قوت ارادی کی باضابطہ اور باقاعدہ مشق ہے اور نہ سروسامان کی بہتات اور زیادتی ہے' یہ چیزیں وہاں کہاں اور کب تھیں' ایک ہی چیز تھی جس نے ان سب مادی چیزوں کی قائم مقامی کی تھی اور اسی کے جوش کے یہ سب کرشمے تھے' وہ خدا اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کا یقین تھا' یقین انسان میں طاقت پیدا کر دیتا ہے' اسی سے ہمتیں بندھتی ہیں' حوصلے پیدا ہوتے ہیں' کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے اگر اس کے انجام کی کامیابی کا پوری گہرائی کے ساتھ یقین ہو تو پھر اس کام کے پورا کرنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ یقین رکھنے والا آدمی ہر مشکل پر غالب آ سکتا ہے' اور ہر دشواری کو اپنے راستہ سے ہٹا سکتا ہے' یقین ہی کا پھل تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ساتھی اسلام کی راہ میں کانٹوں کو پھول جانتے تھے' ثواب آخرت کی امید ان کو ہر قسم کی قربانی کے لئے آگے بڑھاتی تھی اور وہ بے جھجک اپنے جان و مال کو نچھاور کرتے تھے عذاب کا خوف' حساب کتاب کا ڈر ان کی زندگی کے ہر ہر لمحہ کو نیکی اور بھلائی میں صرف کراتا تھا' مایوسیوں کے بادل اور ناامیدیوں کی گھنگھور گھٹائیں ان کے یقین کی روشنی سے چھٹ جاتی تھیں اور بالآخر کامیابی کی صورت ان کے سامنے ہوتی' غربت ان کو نہ روکتی' بے زری مانع نہ ہوتی' کسی کا ڈر دبدبہ حائل نہ ہوتا' کیونکہ انہیں اپنے مالک کے وعدوں کا یقین تھا' آج بھی خدا کا وعدہ موجود ہے' اس کا فرمان ہمارے پاس ہے اور کہنے کو ہم اس کے بندے اور فرمانبردار ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ اس کی باتوں کا یقین نہیں' یقین کا نہ ہونا ہی تمام مصیبتوں کی جڑ اور ساری بیماریوں کی بنیاد ہے' ہم کو اقرار سب باتوں کا ہے' اس کی خدائی کا بھی' یکتائی کا بھی' مسبب الاسباب ہونے کا بھی' حشر ونشر کا بھی' حساب وکتاب کا بھی' لیکن کیا یقین' پختگی اور مضبوطی ان باتوں پر ہے؟ اس کا جواب ہم میں سے ہر ایک کو اپنی پوری دلی حالت کو ٹٹولنے کے بعد دینا چاہئے' ہم اس کی راہ میں اپنی پونجی نہیں خرچ کر سکتے' کیونکہ مستقبل کا کھٹکا لگا ہوا ہے' جان نہیں دے سکتے' اس لئے کہ جان پیاری ہے' عیش وآرام ترک نہیں کر سکتے کہ وہ محبوب ہے' ان تمام چیزوں کے بدلہ میں جو کچھ آخرت میں ملنے والا ہے' اس کی طرف ہلکا سا خیال تو ضرور جاتا ہے' لیکن ان کے ملنے کے بارے میں دل کو دبدھا ضرور ہے' اور جب تک یہ دبدھا مٹ کر یقین سے نہ بدلے گا' خدا کے وہ وعدے بھی ہم پر پورے نہیں ہو سکتے' غور کرنے کی بات ہے کہ ایک پرانی وضع کا شریف اپنے پہناوے' اپنے اٹھنے بیٹھنے کے ہر لحظہ میں محفل کے آداب اور مجلس کے آئین کا کیسا لحاظ رکھتا ہے' کیونکہ لوگوں کی انگشت نمائی کا خطرہ ہے' اور اسی طرح ایک جنٹلمین کوئی بات اٹیکیٹ

ختم نبوۃ

(آداب) کے خلاف نہیں کرسکتا' اس لئے کہ اسے ہردم سوسائٹی کی گرفت کا اندیشہ ہے' دونوں اپنی اپنی جگہ محض اندیشہ اور خطرہ کی بنا پر بندھے بندھائے اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں لیکن ہم مدعی اسلام وایمان' جنہیں اپنی زندگی کے ہر ہر لمحہ کا حساب دینا ہے اور وہ بھی ایسے مالک کے روبرو جو ہر کھلی چھپی بات سے آگاہ ہے' پھر بھی ہم برائیوں کے کرنے میں شیر اور گناہوں میں دلیر ہیں' ہم سلام کی عزت کو بڑھانے اور کلمۃ اللہ کو اونچا کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں' مصیبتیں ہمارا راستہ روک لیتی ہیں اور مصیبتیں ہمیں پیچھے ہٹا دیتی ہیں' ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں:''ان اللہ لا یخلف المیعاد'' خدا اپنے وعدہ کو پیچھے نہیں کرتا' لیکن دل اس پر یقین نہیں کرتا' اس لئے قدم آگے بڑھنے سے رک جاتے ہیں' ہندوستان میں آزادی کی تحریک اٹھی' ہزاروں آدمی اس جنگ میں آگے بڑھے اور پیچھے ہٹ گئے' کیونکہ وہ اپنی کامیابی کے یقین سے خالی تھے۔ یقین رکھنے والی تھوڑی سی فوج اس بھیڑ کے مقابلہ میں کامیاب ہوگی جو خود اپنی طرف سے اپنے اندر شبہ رکھتی ہے۔ یقین کامیابی کا پیش خیمہ ہے اور شک ناکامی و نامرادی کی نشانی۔ کامیابی چاہتے ہو تو یقین پیدا کرو۔

''وانتم الاعلون ان کنتم
مؤمنین''

''اگر تم یقین رکھتے ہو تو تم ہی
سرفراز ہو۔''

ہر بیماری سے شفاً

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بارش کا پانی لے کر اس پر سورۂ فاتحہ ستر بار' قل ھواللہ احد ستر بار اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق' اور قل اعوذ برب الناس) ستر بار پڑھ کر دم کرے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھے خبر دی کہ جو شخص یہ پانی سات روز تک متواتر پیئے گا' اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے جسم سے ہر بیماری دور فرمادیں گے اور اسے صحت وعافیت عطا فرمائیں گے اور اس کے گوشت پوست اور اس کی ہڈیوں سے بلکہ تمام اعضاً سے بیماریاں نکل دیں گے۔

(الدرالنظیم ص:۱۱)

HB ®
TRUSTABLE MARK
Hameed ®
BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503
حمید برادرز جیولرز
3 موہن ٹیرس' نزد جلال دین' شاہراہ عراق' صدر کراچی

انسانیت کی پہچان

مولانا سعید الرحمٰن اعظمی

جب ہم اس وسیع تر دنیا میں اللہ تعالیٰ کی افضل ترین مخلوق کا جائزہ لیتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ مخلوق انسان ہی ہے' اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں تخلیق انسانی کے مراحل ومنازل کا تذکرہ پورے اختصار واجمال کے ساتھ بیان فرماتے ہیں:

''پھر ہم نے اس کو دوسری ہی مخلوق بنادیا' وہ کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے۔''

اگر انسان کائنات کی دوسری مخلوقات کے مقابلے میں ایک امتیازی حیثیت نہ رکھتا تو اللہ تعالیٰ اس کی اہمیت کو نہ بڑھاتا اور اس کے مقام کو بلند نہ کرتا اس شرط کے ساتھ کہ وہ اپنی اس عقل سلیم کا صحیح استعمال کرے' جس کے ذریعہ خیر وشر' نفع وضرر اور بھلے برے کے درمیان فرق کرسکے اور اللہ تعالیٰ کی متعین کردہ حدود سے تجاوز نہ کرے' تاکہ وہ دنیا و آخرت میں کامیاب وکامران ہوکر زندگی گزار سکے' اور اپنی دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو' وہ اپنے مقام ومرتبہ کو پہچانے اور اپنے رب سے اور انسانوں کے ساتھ کیسا تعلق ہونا چاہئے؟ اس سے بھی آگاہ رہے' اور اپنے فرض منصبی کا جائزہ لیتا رہے' وہ اپنی ذمہ داری کا بھی احساس رکھے' پھر یہ کہ اس کے اپنے حقوق وفرائض ہیں جو انسان کی سعادت وکامیابی اور پوری مخلوق پر اس کی برتری کے لئے ثابت شدہ ضمانت کی حیثیت رکھتے ہیں' اور یہی وہ انسان ہے جو اپنے رب کریم سے ہر وقت ڈرتا رہتا ہے' یہی وہ بشر ہے جو اپنی خواہشات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کامل شریعت اور طور طریق کے تابع بنادیتا ہے۔

انسان کی دوسری قسم وہ ہے جو اپنی خواہشات کی تابع ہے' اتباع نفس کے فریب و دھوکہ اور شیطان کے بہکاوے اور پھندے میں ہے' گویا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے سرکشی کی اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی' وہ اپنی حیثیت اور اپنے مرتبہ سے ناآشنا اور نابلد رہا' دنیوی زندگی میں وہ اپنے کردار سے ناواقف رہا' وہ تو صرف اور اپنی گھٹیا تمناؤں' برے خیالات و باطل تصورات' غلط نظریات' بے بنیاد و بے کار مقاصد اور حقیر لذتوں کا شکار بنا' وہ ظلم کے طریقے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا' وہ صرف اپنی مفاد پرستی کی خاطر اور اقتدار کی ہوس میں نیز عیش پرستی سے زندگی بسر کرنے کے لئے ہر طرح کی اخلاقی حدود سے تجاوز کرتا ہے اور انسانی قدروں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

اسلام انسانیت کی اصلاح اور انسان کو نظام تکوینی سے مربوط رکھنے کے لئے آیا' گھٹیا معیار سے اعلیٰ اقدار کی طرف نکالنے کے لئے آیا اور انسانی جرائم اور اخلاقی بیماریوں سے نکال کر اس کو عزت و عظمت کی بلندیوں پر پہنچانے کے لئے ظہور پذیر ہوا' وہ عالمی معاشرہ جو ماقبل اسلام' بے راہ روی کا شکار تھا' وہ صرف اسی حقیقت کی تصدیق کرتا ہے جس کی اصلاح نہ کسی علم سے ممکن تھی' اور نہ کسی تہذیب کے ذریعہ' اور نہ ہی کوئی طاقت ور ملک اس کی اصلاح کرسکا' نہ یہ کسی عظیم الشان شخصیت کے بس میں تھا' اور نہ کوئی عقلی فلسفہ ہی اس پر قادر تھا' جو حیوانیت کے گڑھے میں گرے ہوئے اور درندگی کی دلدل میں پھنسے ہوئے بے قیمت و بے وزن انسان کو انسانیت کا اصل مقام دے سکے' یہاں تک کہ سابقہ مذاہب بھی اس کو صحیح رخ پر لاکھڑا کرنے میں اس کا ساتھ نہ دے سکے' اسلام ہی ہے جو انسانیت کی تعمیر کرتا ہے' اس کا شیوہ یہی ہے کہ وہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے' وہ لوگوں تک بھلائی اور خیر پہنچانے کا پیغام عام کرے' یہی وہ اسلام ہے جس نے انسان کو اس کے بلند مقام ومرتبہ سے روشناس کرایا' زندگی کی تعمیر اور مثالی معاشرہ کے بنانے میں اس کے عظیم کارنامہ اور کردار کا صحیح تعارف کرایا' اور اس کو ایسے

طریقے سکھائے جن کو اختیار کرکے دنیا کو ایک نئی زندگی اور ولولہ عطا ہو‘ لوگ اس شخص کے اندر موجود بے بہا صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں‘ اور نیک انسانی مقاصد کو بروئے کار لاکر اپنی زندگی کو اس کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں‘ ان کی شان امتیازی محبت و ایمان‘ تواضع و خاکساری‘ عدل و انصاف اور نصیحت و خیر خواہی ہو‘ ان میں اللہ کے راستے میں جان و مال کی قربانی پیش کرنا اور ہر قسم کے فضائل ومناقب کی نشر و اشاعت بھی شامل ہو۔

اس طرح انسان نے اپنی کھوئی ہوئی قیمت کو پہچانا‘ اور اسلام کی ان تعلیمات پر عمل کرکے سعادت وخوش بختی کے درجات کو حاصل کیا‘ جن کی طرف اسلام نے اس کی توجہ مبذول کرائی‘ اور ان کے ذریعہ زندگی کے رخ کو زندگی کے تمام معاملات میں شر سے خیر کی طرف‘ ذلت سے عزت کی طرف‘ غلو پسندی سے اعتدال پسندی کی طرف اور خرابی و بگاڑ سے توازن وسنجیدگی کی طرف پھیر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بقا‘ زندگی کے سکون و قرار‘ انسانیت کی ہدایت اور اس کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالنے کا فیصلہ فرمادیا ہے‘ چنانچہ یہ کفر وشرک کی تاریکیوں سے ایمان کی کشادگی و وسعت کی طرف اور جہالت وضلالت کے راستوں سے علم وخوش نصیبی کی شاہراہ کی طرف ایک عظیم انسانی تبدیلی تھی‘ اس حقیقت وصداقت کو دیکھ کر اس کی بصارت ودور اندیشی لوٹ آئی اور اس میں جلوہ گر ہوئی‘ جس نے اب تک اس سے ہٹ کر اس کو اپنائے بغیر زندگی بسر کی تھی‘ اب اس پر اسلام کا درخشندہ و تابناک ستارہ جگمگاتا ہے‘ اور اس کے سامنے ایمان وفرمانبرداری والی زندگی کی فرمانروائی ہوتی ہے‘ یہ تو صرف اور صرف خدا کی قدرت کی وہ کاریگری ہے جو اس پر ایسی وسیع تر اور ہمہ گیر زندگی کا مقصد واضح اور روشن کررہی ہے جو ہر زمانہ میں اور ہر جگہ دنیا و آخرت کی کامیابی و سعادت کی ضامن ہے۔

انسان زندگی اور وجود کائنات کے راز کو سمجھ چکا ہے‘ اس لئے کہ اس کا تعلق اپنے رب سے پریشانی وخوشحالی اور فائدہ ونقصان‘ ہر حالت میں جڑا ہوا ہے اور ایمان ویقین کی بنیاد پر قائم ہے‘ اور یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ خوش بختی وکامرانی کا راستہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہوا ہے جو اللہ کی عبادت و فرمانبرداری کرنا چاہتا ہے‘ اور ان تمام ہدایات و نصائح اور تعلیمات کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق وحی عطا کی گئی ہیں‘ یہیں سے انسان اپنی زندگی کا سفر از سر نو شروع کرتا ہے‘ اور اس راستہ کو بدل ڈالتا ہے جس کو وہ پہلے بغیر ہدایت کے خواہشات نفسانی اور شیطانی کی پیروی میں اپنائے ہوئے تھا‘ اب وہ ان تمام راہوں کو چھوڑ کر اللہ کے سیدھے راستے کی اتباع کرتا‘ اور ان عادتوں سے باز آجاتا ہے جس نے اس کو اصل راستہ سے منحرف کردیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی اخلاق کی تعمیر جدید کے لئے‘ موجودہ برائیوں کی اصلاح کے لئے اور تاریک دائرۂ حیات اور زندگی کے جملہ شعبوں کو روشنی عطا کرنے کے لئے شریعت کو نازل فرمایا‘ چنانچہ اللہ کی شریعت دائمی‘ ابدی اور سرمدی نعمت ہے‘ جو زمانہ کے اسباب و محرکات سے کبھی متاثر نہیں ہوتی‘ وہ کبھی بھی اپنی شناخت وحیثیت نہیں کھوتی‘ بلکہ طویل مدت کے باوجود بھی ہمیشہ برقرار رہتی ہے‘ کسی حالت میں اس کا قدم ڈگمگا نہیں سکتا‘ اور نہ اس کے قدم میں کبھی جنبش پیدا ہوسکتی ہے‘ اس فطری طریقہ کو اختیار کرکے انسان نفس پرستی اور حقیر زندگی کو چھوڑ کر اتباع حق اور سعادت وعزت والی دائمی زندگی کی طرف لوٹ جاتا ہے‘ اسی زندگی کے ذریعہ اس نے ایمان کی حلاوت محسوس کی ہے اور تقویٰ کی لذت پائی ہے‘ نیز انسانیت کے ذریعہ پایۂ تکمیل تک پہنچا‘ اور اس کا مقام و مرتبہ مخلوق کے مابین بلند ہوا۔ ارشاد ربانی ہے:

”یقیناً ہم نے آدم کی اولاد کو عزت وشرف کا تاج عطا کیا‘ اور ان کو خشکی وتری ہر جگہ رزق عطا کئے نیز اپنی دیگر مخلوقات پر فضیلت بخشی۔“

انسان نے زمین پر خلافت کی باگ ڈور سنبھالی‘ باوجود اس کے کہ فرشتوں نے اس کو اس بڑے عہدہ کی بخشش وعنایت پر نکیر کی‘ اس دلیل کے ذریعہ کہ یہ تو زمین پر فساد برپا کریں گے اور خونریزی کریں گے‘ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اس اعتراض کو مسترد فرمادیا‘ اور ان سے جواباً یوں فرمایا:

”جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔“

کیا یہ سب چیزیں اس بات پر حجت نہیں ہیں کہ انسان کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے‘ وہ پورے عالم کا ایک ایسا عنصر اور فرد ہے جو افراد سازی کے میدان میں معمار کی حیثیت رکھتا ہے‘ یہی وہ صفت ہے جسے اسلام نے بیان کیا ہے‘ پوری زندگی میں پیش آنے والی تمام ضروریات کے لئے اس نے ایک ایسی ایمانی تہذیب کو اپنا قائد بنایا جو ہر قدم پر اس کا ساتھ دے سکے۔

اسلام کا پیغام اور اس کی بنائی ہوئی تہذیب

نیز مسائل و مشکلات کا حل نکالنے اور علمی و تہذیبی تبدیلیوں کا سامنا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ودیعت کئے ہوئے علمی اوصاف و شرائط کے اندر غور و فکر سے کام لینے والا شخص یہاں تک ضرور پہنچے گا کہ اسلام ہی انسان کا اصل رہنما اور اس کے لئے باطل کی تاریکیوں اور مخالف حالات میں روشنی کا ایک منارہ ہے‘ یہ کوئی سماجی و معاشرتی مذہب یا دینی طریقہ یا سیاسی نظریہ اور اقتصادی فلسفہ نہیں ہے جو صرف مصائب زندگی اور گردش زمانہ سے نکلنے اور نجات دلانے میں انسان کا ساتھ دے سکے‘ اور اس کو مادی اور اخلاقی گراوٹوں اور انحطاط کے نتیجہ میں درپیش آزمائشوں اور پریشانیوں سے بچا سکے جس نے اسے اصل شاہراہ سے دور رکھ کر مادی زندگی کے سمندر میں غرق کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایسی شریعت اسلامیہ کو وجود بخشا ہے جو ہر فساد کی اصلاح‘ انفرادی و اجتماعی انسانی زندگی میں ظلم و ستم کے خاتمہ اور تمام زمانوں میں ہر جگہ حیات بشریت کی خوش بختی و فلاح اور شان و شوکت کی ضمانت لیتی ہے‘ اگر یہ بلند ترین مقاصد نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ زندگی‘ کائنات اور انسان کو عطا کی گئی اسلام جیسی نعمت کے بارے میں کوئی اور فیصلہ فرماتے‘ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایک ایسا مکمل‘ دائمی اور ہمہ گیر دین بنا کر بھیجا ہے‘ جس کے ساتھ جزا و سزا اور حشر و نشر وابستہ ہے‘ اسی پر عزت و شرافت بھی موقوف ہے‘ اس میں بھرپور سکون و اطمینان مہیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا‘ اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کردیں‘ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔“

یہ سب خصوصیات انسان کے مفاد و نفع کے لئے ہیں‘ جس نے دنیا کی قیادت کی باگ ڈور سنبھالی ہے‘ پھر یہ سارے امتیازات ان ابدی و سرمدی ارشادات و فرمودات اور نصائح کی روشنی میں اس کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالنے کے لئے ہیں‘ جن کا دارومدار کلام اللہ اور حدیث نبوی پر ہے:

”تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بہترین نمونہ ہے‘ اس شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان و امید رکھے‘ اور خدا کو خوب خوب یاد کرے۔“

☆☆..........☆☆

مساجد کے لئے خاص رعایت
جبار کارپٹس
پتہ: این آر ایونیو
نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک ”جی“ برکات حیدری‘ ناظم آباد
فون:6646888-6647655 فیکس:0921-21-5671503
ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

ختم نبوت

فریضۂ دعوت سے غفلت کے نتائج

مولانا سید محمد رابع حسنی

بزرگو دوستو! حقیقت میں یہ (دعوت والا کام) بہت اہمیت والا کام ہے' اس کی اہمیت کو بتانا آسان کام نہیں ہے اور مسلمانوں کی جو ادھر سو سال کی پستی ہے وہ اسی کام کو چھوڑنے کی وجہ سے ہوئی ہے' اگر مسلمانوں نے اس کام کو تھوڑا بھی کیا ہوتا تو اس پستی میں نہ پڑتے جس میں وہ آج پڑے ہوئے ہیں' ایک زمانہ تھا جو اسلام کے بعد چھ سو سال تک رہا' دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ تعلیم یافتہ' سمجھدار' حکمت رکھنے والی' طاقت اور اثر رکھنے والی قوم کوئی نہیں تھی' دنیا میں اس کا مقام سب سے بلند تھا اور دنیا دیکھ رہی تھی اور رشک کر رہی تھی' لیکن آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کا موقع دیا ہے کہ انسانوں کو بہکائے' غفلت میں مبتلا کرے' ان کے ذہن کو الجھا دے تاکہ دنیا میں اچھے کاموں کی کمی ہو جائے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے لوگوں کو اصلاح اور لوگوں کو خیر کی طرف بلانے اور انسان کو انسانیت کے اخلاق اور اقدار اختیار کرنے کے لئے کوشش کرنے کی ذمہ داری اپنی امت پر ڈالی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

"کنتم خیر امة اخرجت
للناس تامرون بالمعروف
وتنھون عن المنکر"

اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اس امت کی اہمیت' اس کے مقام اور کام کو بتاتے ہوئے فرمایا تھا:

"وکذلک جعلنا کم امة
وسطا لتکونوا شھدآء علی الناس
ویکون الرسول علیکم شھیدا."

یہ اتنا بڑا اعزاز تھا کہ اس سے زیادہ اعزاز کا تصور نہیں کیا جا سکتا' ہم نے تم کو معیاری امت بنایا ہے' امت وسط کا یہی مطلب ہے' وسط کا لفظ عربی میں معیاری اور کامل کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو معیاری امت اور کامل امت بنایا' پھر اس کے بعد فرمایا کہ تمہارے ذمہ یہ کام ہے کہ تم ساری دنیا کی گواہی دو گے' تم ان کے گواہ ہو گے' ان کے اعمال کے' ان کے کردار کے' تم قیامت کے روز گواہ ہو گے' اللہ کے سامنے تم گواہی دینے جاؤ گے کہ دنیا میں دوسری امتوں نے کیا کام کیا اور کیا کوتاہیاں کیں' جیسے کوئی شخص گواہ اور رہبر بنایا جائے اور وہ دیکھے' جائزہ لے کہ کیا ہو رہا ہے' کیا صحیح ہو رہا ہے؟ کیا غلط ہو رہا ہے؟ اس امت کو یہی کام دیا گیا تھا کہ دوسری امتوں کو دیکھے کہ وہ کیا کر رہی ہیں؟ کیا غلط کر رہی ہیں؟ کیا صحیح کر رہی ہیں؟ اور کس طرح کے ان کے اعمال ہیں' کس طرح ان کا طریقہ کار ہے؟ تاکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں جا کر بتا سکیں کہ ان لوگوں نے ایسا ایسا کیا تھا' ان لوگوں نے یہ یہ کیا تھا' ان لوگوں نے یہ یہ کوتاہیاں کی تھیں' ان لوگوں نے یہ یہ فساد پھیلایا تھا' جس کو گواہ بنایا جائے' جس کو گواہی کے معیار پر لا کر رکھا جائے' جس کو رہبر بنایا جائے' ظاہر ہے کہ اس کا کردار کتنا معیاری ہوگا' کوئی معمولی آدمی رہبر اور گواہ نہیں بنایا جائے گا' وہی رہبر اور گواہ بنایا جائے گا جس کا کوئی وزن ہو' اللہ تعالیٰ نے اس امت کا انتخاب فرمایا کہ یہ امت سارے انسانوں کی رہبری اور گواہی کا کام کرے گی' کوئی قوم بغیر دعوت کے کام کے' بغیر دوسروں کو پیغام پہنچائے' بغیر دوسروں کو واقف کرائے' حق اور ناحق کا فرق بتلائے اس مقام کے لائق نہیں ہو سکتی' اور اس کام کو انجام نہیں دے سکتی' اللہ تعالیٰ نے اس کا امتیاز اسی کام میں رکھا ہے' یہ کام جب نہیں ہوگا تو اس کا امتیاز ختم ہو جائے گا' پھر اس کی حیثیت باقی نہیں رہے گی' چنانچہ یہی ہوا کہ آخری چار پانچ سو سال میں مسلمان بہت نیچے چلے گئے' اللہ کی رحمت سے محروم ہو گئے' جب

انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے کام کو اللہ کے دیئے ہوئے مقام کو نظر انداز کر دیا اور اپنے کو ان امتوں میں شامل کیا جو امتیں اللہ تعالیٰ کے غضب میں مبتلا ہو گئیں اور ان ہی کا کردار اختیار کر لیا' انہی کا طرز اختیار کر لیا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق نہیں رہے لیکن اس امت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی ہے کہ قیامت تک اسی امت کو یہ کام کرنا ہے' چنانچہ ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ کہیں نہ کہیں تھوڑا بہت کام ہوتا رہا اس امت کے ذریعہ سے' اسی وجہ سے یہ امت باقی ہے' ورنہ امت ختم کر دی جاتی' اسی لئے اللہ تعالیٰ صاف صاف فرماتا ہے کہ اگر تم یہ کام نہیں کرو گے تو ہم تم کو چھوڑ دیں گے اور دوسری امت کو لے آئیں گے' ہم یہ کام دوسروں کے سپرد کر دیں گے' تمہارے ہم محتاج نہیں ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے اس امت کو یہ کام دیا ہے اور تھوڑا بہت یہ کام ہوتا رہا ہے' اسی لئے یہ امت بچی رہی ختم ہونے سے' اور اب الحمد للہ! بہت ٹھوکریں کھانے کے بعد امت کو ایسے افراد ملنے لگے جن کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونے لگا اور کام تھوڑا بہت ہونے لگا' یہ بات فال نیک ہے' اس سے بڑی امید کی جا سکتی ہے' اسی طرح کام ہوتا رہا' دعوت کا کام غیر مسلموں کو اور جو لوگ اسلام کی عظمت سے اور اسلام کے پیغام سے ناواقف ہیں ان کو اسلام سے واقف کرانے کا کام تاکہ یہ لوگ قیامت کے روز یہ نہ کہہ سکیں کہ اے پروردگار! ہم کو کسی نے بتایا ہی نہیں تھا تو ہم کیا کرتے اور ان کا یہ کہنا اس امت کے خلاف گواہی ہو جاتا کہ ان کو بتانے کے لئے تم کو ہم نے مقرر کیا تھا' تم نے نہیں بتایا' یہ بہت خطرہ کی بات ہے اور اب یہ توجہ ہونا بہت فال نیک ہے۔ (اس کام کی) جو تفصیلات آپ کے سامنے رکھی گئیں' وہ بہت دل بڑھانے والی اور امید دلانے والی ہیں اور وہ اس امت کے لئے ضروری ہیں' جہاں جہاں مسلمانوں کی حکومتیں ہیں' وہاں حکومت پر بڑی ذمہ داری ہوتی ہے' تھوڑی بہت عوام پر آتی ہے اور جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں ساری ذمہ داری مسلمانوں پر آتی ہے۔ ان کو اپنے مسائل طے کرنا پڑیں گے ان کو جس طرح اپنے معاش کی فکر ہوتی ہے' اس دعوتی کام کی بھی فکر کرنی پڑے گی' معاش تو ان کو دنیا کی زندگی میں کام دے گا' وہ اپنے معاش سے اور کمائی سے اور جو کچھ ان کو مالی فوائد حاصل ہوتے ہیں' اس سے اس دنیا کی زندگی میں فائدہ اٹھائیں گے' اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہونے کے لئے اور وہاں اپنے فرض کی ادائیگی دکھانے کے لئے ضرورت پڑے گی کہ تم نے اس امت کا جو فریضہ تھا اس کو انجام دیا یا نہیں؟ تم جہاں اقلیت میں تھے' تم پر براہ راست ذمہ داری آتی تھی' تم آپس میں مل جل کر کمیٹیاں بنا سکتے تھے' ادارے قائم کر سکتے تھے اور جمعیتیں قائم کر سکتے تھے جن کے ذریعہ سے اس کام کو کرنا چاہئے تھا' جس کام کی تم پر ذمہ داری اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈالی تھی' اور اللہ تعالیٰ نے ان پر نبوت ختم کر دی تاکہ یہ کام ان کی امت کرے' اللہ تعالیٰ نے جب امت پر کام ڈالا تو نبوت ختم کر دی' ورنہ اس امت تک برابر انبیاء آتے رہتے' گاؤں گاؤں انبیاء آتے تاکہ اللہ کا پیغام اور اللہ کے اوامر لوگوں تک پہنچاتے رہیں' یہ سلسلہ برابر قائم رہا کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کے احکام پہنچائے جاتے رہیں تاکہ پوری دنیا کے لوگ چاہے جہاں بھی رہتے ہوں اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ نہ کہہ سکیں:

''اے پروردگار! ہم کو کسی نے بتایا نہیں''

اللہ تعالیٰ نے مسلسل نبی بھیجے لیکن نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دی گئی اور دعوت کا کام امت کے سپرد کر دیا گیا' اب امت ایک امتحان میں پڑ گئی' اگر اس کام کو وہ نہیں کرتی اور صرف معاش کی فکر کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں جواب دینے کے لئے الفاظ نہیں اور برے لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں ان کی پکڑ سے خطرہ ہے کہ اس امت کی پکڑ ہو جائے' تم نے بتایا نہیں تو انہوں نے نافرمانی اختیار کی' یہ امت بتانے کے لئے آئی کہ تم مجرم ہو طالب علم امتحان میں فیل ہو جائے اور کہے کہ ہمیں استاذ نے پڑھایا ہی نہیں تھا تو کیا ہوگا؟ استاذ پکڑا جائے گا' تمہیں سال بھر سبق پڑھانے کے لئے دیا گیا تھا' تم نے کیوں نہیں پڑھایا؟ استاذ کے پاس کیا جواب ہوگا؟ کیا استاذ کو معاف کیا جائے گا؟ طالب علم کو چھوڑ دیا جائے گا' طالب علم فیل ہو گیا' وہ امتحان نہیں دے سکا' اس لئے کہ اس کا قصور نہیں نکلا' اس کو جب پڑھایا ہی نہیں گیا تو وہ کیسے امتحان دے سکتا ہے؟ یہ بہت خطرہ کی بات ہے کہ کفار اللہ کے نافرمان یہ کہیں کہ ہمیں بتایا ہی نہیں گیا' کون بتاتا؟ جس کے سپرد اللہ تعالیٰ نے یہ کام کیا' کچھ لوگ اپنے معاش میں رہ گئے' کچھ لوگ راحت میں رہ گئے' کچھ لوگ کمائی میں رہ گئے اور جو ذمہ داری اللہ کی طرف سے ڈالی گئی تھی اس سے غافل رہے اور دیکھئے کیا حالت ہو رہی ہے' ہم اگر غیر مسلموں کی زمین میں رہتے ہیں' دیوار سے دیوار ملی ہوئی ہے' مکان سے مکان ملا ہوا ہے' دفتر میں ایک ساتھ کام کرتے ہیں لیکن وہ اسلام کے متعلق

کچھ بھی نہیں جانتے تو یہ کس کی ذمہ داری ہے؟ ہم نے ان کو بتایا ہی نہیں' واقف نہیں کرایا' اپنے عمل سے مظاہرہ نہیں کیا کہ وہ اسلام کی برتری اور اس کی خوبی سے واقف ہو جائیں' یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے' ہر فرد کے کرنے کا نہیں ہے' فرض کفایہ ہے' اگر ایک معقول مقدار میں یہ کام کرنے والے ہوں تو سب پر سے یہ ذمہ داری دور ہو جائے گی اور اگر کوئی یہ کام کرنے والا نہ ہو تو یہ ایک بڑے خطرہ کی بات ہے دوسری بات یہ کہ انسان پیدا ہوتا ہے' وہ کچھ نہیں جانتا' کوئی علم اس کے پاس نہیں ہوتا' کوئی ہنر اس کے پاس نہیں ہوتا' کسی بات کا سلیقہ اس کے پاس نہیں ہوتا' وہ سب پیدا ہونے کے بعد اپنے ماحول میں' اپنی تعلیم گاہ میں حاصل کرتا ہے' اب بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اللہ تعالیٰ کی باتوں سے کوئی واقف نہ ہو اور دنیا بھر کی ہر چیز سے واقف ہو جائے تو یہ بہت خطرناک بات ہے' ظاہر ہے اس کی ذمہ داری کس پر آتی ہے؟ ماں باپ پر آتی ہے' اساتذہ پر آتی ہے اور ان لوگوں پر آتی ہے جو ادارے قائم کرتے ہیں' تو انہوں نے ایسا بھی کوئی انتظام کیا جس سے مسلمان کی نسل پروان چڑھ سکے؟ مسلمان بچوں کو اسلام کے متعلق بنیادی باتیں تو معلوم ہو جائیں؟ مسلمان بچے قرآن مجید کی تلاوت تو کر سکیں؟ اگر وہ تلاوت کرنا نہیں جانتے' اگر وہ مسائل نہیں جانتے تو اس کی ذمہ داری ماں باپ پر آتی ہے کہ اس بات کا انتظام کیوں نہیں کیا کہ ان کے بچے مسلمان رہیں؟ دیکھئے وہ یوں ہی مسلمان نہیں رہ جائیں گے' ہر آدمی اسی دنیا میں سیکھتا ہے لیکن سکھانے سے سیکھتا ہے' اگر ہم نے ان کے لئے اللہ اور رسول کی باتوں کو جاننے کا' اللہ کی کتاب

باقی صفحہ ۲۶ پر

ختم نبوت کا عقیدہ
ایمان بالرسالت کی روح ہے

مرسلہ: قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا:

"گزشتہ ایک صدی سے مسلمان مسلسل جس زوال اور ناکامی سے دوچار ہوتے چلے آرہے ہیں' اس کی بنیادی وجہ اس تعلق کی کمزوری ہے جو انہیں ایسے ہادی اور رہبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عملاً ہونا چاہئے تھا۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمانوں کے اس تعلق میں کمزوری کے جہاں اور اسباب ہیں' وہاں سب سے بڑا اور اہم سبب ایسے خیالات' نظریات وتحریکوں کا ابھرنا ہے جن کی زد ختم نبوت کے عقیدہ پر پڑتی ہے۔ ختم نبوت کے عقیدہ کی کمزوری' حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مسلمان کے تعلق ایمانی کو کمزور بنا ڈالتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سے برصغیر پاک و ہند میں ختم نبوت کے مسئلہ پر مسلمانوں میں ذہنی انتشار برپا کیا گیا' اس وقت سے ہی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمانوں کے عملی تعلق کی پختگی میں دراڑ پڑنا شروع ہوگئی اور آج ساری امت اسی صدمہ سے نڈھال ہے۔

سیرت مبارکہ کا اہم ترین پہلو یہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم النبیینی پر زیادہ سے زیادہ زور دیا جائے اور ختم نبوت کے عقیدہ کے کسی بھی گوشہ کو دھندلا نہ پڑنے دیا جائے۔

پاکستان میں اسلام کی بقا اور خود پاکستان کے وجود کے لئے بھی ختم نبوت کا عقیدہ بنیاد کا درجہ رکھتا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی تکمیل کا آخری پتھر بھی ختم نبوت کا مقام ہے۔

ایمان بالرسالت' ختم نبوت کے عقیدہ سے تکمیل کو پہنچتا ہے۔ اس کے بغیر نہ ایمان سلامت رہ سکتا ہے' نہ اسلام۔"

(ماخوذ از ترجمان اسلام)

ختم نبوۃ

لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت

مولانا معین الدین احمد

اسلام نے لڑکیوں کی پرورش کو ایک نیک عمل اور مستحسن فعل قرار دے کر اس کو نجات اخروی کا ذریعہ بنایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کی پرورش کرنے والوں کو قیامت میں اپنی رفاقت اور ہم نشینی کی بشارت دی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت میں میرا اس کا ساتھ (انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح ہوگا۔''

امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں کئی روایتیں نقل کی ہیں کہ جس شخص کے دو یا تین لڑکیاں ہوں اور اس نے ان کی پوری پرورش اور پرداخت کی تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ جو شخص لڑکیوں کی پیدائش میں مبتلا کیا گیا اور اس نے ان کی پوری پرورش و پرداخت کی تو وہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔

ابوداؤد شریف میں ہے کہ جس نے تین لڑکیوں کی پرورش اور شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا' وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حسن سلوک کے استحقاق میں لڑکے اور لڑکیوں کو برابر قرار دیا' محض لڑکی ہونے کی وجہ سے لڑکے اور لڑکی کے ساتھ طرز عمل میں کوئی فرق نہ کرنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے لڑکی پیدا ہو' وہ اس کو زندہ رکھے' اس کی بے توقیری نہ کرے اور نہ لڑکے کو اس پر ترجیح دے تو اس کو خدا جنت میں داخل فرمائے گا۔

جو لڑکی شادی کے بعد بے آسرا ہو جائے' باپ کے علاوہ اس کا کوئی سہارا نہ ہو' اس کی کفالت بڑے ثواب کا کام ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن جعشم سے فرمایا کہ میں تم کو سب سے بڑا کار خیر بتاؤں؟ سراقہ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ! فرمایا اس لڑکی کی کفالت جو تمہارے پاس لوٹا دی گئی ہو اور اس کے لئے تمہارے سوا کوئی دوسرا کمانے والا نہ ہو۔

کلام مجید میں عورتوں سے جن چیزوں پر بیعت لینے کا حکم ہے' ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ (سورۂ ممتحنہ)

اس آیت کے نزول کے بعد جب عورتوں بلکہ مردوں سے بھی بیعت لیتے تھے' تو اس میں یہ شرط بھی ہوتی تھی کہ وہ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے۔ (بخاری)

اس سلسلہ میں یہ آیت حرف آخر کا حکم رکھتی ہے کہ قیامت کے ہولناک دن میں جب زندہ درگور کی جانے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی؟ (سورۂ تکویر) تو اس کے قاتلوں پر کیا گزرے گی اور وہ اس کا کیا جواب دیں گے؟

لڑکی کا قتل تو بڑی چیز ہے' اس کی موت کی تمنا کرنا بھی جرم ہے' ادب المفرد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک آدمی تھا' جس کے کئی لڑکیاں تھیں' اس نے ان کی موت کی تمنا ظاہر کی' ابن عمرؓ بہت برہم ہوئے اور فرمایا کہ کیا تم ان کو رزق دیتے ہو؟

اولاد کی پیدائش کے بعد ان کی پرورش کا سب سے پہلا کام رضاعت ہے' اس کی مدت کی تعیین خود کلام مجید نے کردی تھی:

''اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں' یہ مدت اس کے لئے

ہے جو چاہے کہ رضاعت کی مدّت پوری کرے اور لڑکے والے (باپ) پر ان ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق ہے۔" (سورۂ بقرہ:۲۳۰)

کھانے کپڑے کی شرط اس لئے لگادی گئی ہے کہ اگر مدت رضاعت میں شوہر نے بیوی کو طلاق دے دی تو بھی اس کا کھانا کپڑا باپ کے ذمہ رہے گا' اگر باپ کسی دوسری عورت سے دودھ پلوائے تو اس کا کھانا کپڑا بھی باپ کے ذمہ ہوگا' اور ظاہر ہے کہ بیوی کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ ہے' اس لئے اس شرط کی ضرورت ہی نہ تھی' اس آیت سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ اولاد جب تک سن شعور کو پہنچ کر کھانے کمانے کے قابل نہ ہوجائے' اس کی کفالت والد کے ذمہ ہے' حدیثوں میں اس کی تصریح ہے۔

اولاد کے بارے میں مختلف احکام:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے افضل دینار وہ ہے جس کو آدمی اپنے اہل وعیال پر صرف کرے' اور جس کو جہاد کی سواری میں صرف کرے' اور جس کو اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر صرف کرے۔

اس روایت کے ایک راوی ابوقلابہ کہتے ہیں کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل وعیال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس شخص سے بڑا اجر کس کو ہوسکتا ہے جو اپنے صغیرالسن بچوں پر صرف کرتا ہے اور اس کے ذریعہ ان کو دوسروں کی احتیاج سے مستغنی کردیتا ہے۔ (ترمذی)

اولاد کو خوشحال چھوڑ جانا اخلاقی فرض ہے' اسی لئے ترکہ میں ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص دولت مند صحابی تھے' ان کے صرف ایک لڑکی تھی' وہ ایک مرتبہ ایسے سخت بیمار پڑے کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے' انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے پاس دولت ہے اور میری وارث تنہا ایک لڑکی ہے' میں چاہتا ہوں کہ دو تہائی مال کی وصیت کارخیر کے لئے کرجاؤں' فرمایا: نہیں! سعد نے عرض کیا: اچھا تو نصف کی وصیت کردوں؟ فرمایا: نہیں! صرف ایک تہائی کی وصیت کرو' اور ایک تہائی بھی بہت ہے' اپنے بعد اپنے ورثا کو خوشحال چھوڑ جانا اس سے بہتر ہے کہ ان کو محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ (بخاری ومسلم)

اولاد کی پرورش کے ساتھ اس کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی والدین پر ہے۔ کلام مجید نے اس کو ایک مختصر اور بلیغ جملہ میں ادا کیا ہے:

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔" (تحریم)

اس سے مقصود ان تمام برائیوں اور خرابیوں سے بچانا ہے جو آتش دوزخ کی مستحق بناتی ہیں' اس میں اخلاقی تعلیم وتربیت کے سارے پہلو آجاتے ہیں' حدیثوں میں اس کی تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا' ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ والد کا اولاد کے لئے سب سے بہتر عطیہ حسن ادب کی تعلیم ہے۔

اس تعلیم کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ اولاد جو والدین کے لئے بلا اور مصیبت سمجھی جاتی تھی' وہ دل کا ٹکڑا اور آنکھوں کی ٹھنڈک بن گئی:

"اے ہمارے پروردگار! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔" (فرقان:۹)

اس بارے میں سب سے بڑا اسوہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہے' اولاد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے واقعات حدیثوں میں محفوظ ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب اولادیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں وفات پاگئی تھیں' صرف حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا رہ گئی تھیں' ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غایت درجہ کی الفت تھی' ان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"فاطمہؓ میرے جسم کا ٹکڑا ہے' جو اس کو ناراض کرے گا وہ مجھ کو ناراض کرے گا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمہؓ سے اس درجہ محبت تھی کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی زندگی میں ابوجہل کی لڑکی سے شادی کا پیام دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخصوص خطبہ دیا اور فرمایا:

"بنی ہشام علی سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتے ہیں' اور مجھ سے اجازت مانگتے ہیں' میں کبھی اس کی اجازت نہ دوں گا' کبھی نہ دوں گا' کبھی نہ دوں گا' البتہ علی میری بیٹی کو طلاق دے کر نکاح کرسکتے ہیں۔ فاطمہؓ میرے جسم کا ٹکڑا ہے' جس نے اس کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی۔"

دوسری روایتوں میں اس مخالفت کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ میں کسی حلال چیز کو حرام نہیں کرتا اور کسی حرام چیز کو حلال نہیں کرتا لیکن خدا کی قسم! خدا کے رسول کی بیٹی اور اس کے دشمن کی لڑکی ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتیں۔

حضرت فاطمہؓ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوجاتے اور انہیں اپنے پہلو میں بٹھاتے' ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے' جب سفر پر جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ سے رخصت ہوتے اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ سے ملتے' ان کے صاحبزادوں حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے واقعات اتنے مشہور ہیں کہ ان کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ اپنے بعد ایک صغیرالسن لڑکی چھوڑ گئی تھیں' اس کا نام امامہ تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے اتنی محبت تھی کہ کبھی کبھی مسجد میں ساتھ لاتے تھے اور گود میں لئے ہوئے نماز پڑھاتے تھے' ایک مرتبہ امامہ کو کندھے پر بٹھائے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھائی' جب رکوع میں جاتے تو اتار دیتے تھے' اور جب کھڑے ہوتے تو پھر لے لیتے۔

اپنے نواسوں حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والہانہ محبت کے حدیثوں میں بکثرت واقعات ہیں' جن کی شہرت کی بنا پر ان کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔

☆☆..............☆☆

جانباز مرزا

انتخاب: مولانا ضیاالدین آزاد

ہمارے ادم غنیمت ہے کہ تم نے زندگی پائی
ہمارے خون کا صدقہ گلستاں میں بہار آئی

بہائیں گے لہو اپنا ہم آزادی کی راہوں میں
خدا شاہد ہے ہم نے دار پر چڑھ کر قسم کھائی

اسی خاطر زمانے کا چلن نالاں رہا ہم سے
کہ ہم سے ہو نہیں سکتی زمانے کی پذیرائی

خداوندانِ لندن اس لئے روٹھے رہے ہم سے
درِ باطل پہ ہم سے ہو نہیں سکتی جبہ سائی

فقیروں میں رہے ہیں اور فقیرانہ گزاری ہے
قدم لیتی رہی گرچہ زمانے کی شہنشاہی

ہمارے راستہ میں قفس کی یہ تتلیاں کیا ہیں
جہاں دار و رسن ہیں ہم اسی منزل کے راہی ہیں

ہمیں جانباز رونق ہیں تمہارے آستانے کی
ہمارے دم قدم سے ہے خیابانوں میں رعنائی

ختم نبوۃ

بانیٔ تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاسؒ

بانیٔ تبلیغ حضرت اقدس مولانا محمد الیاس نور اللہ مرقدہٗ امام ربانی حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے مرید اور حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ مجاز تھے۔ آپ سے اللہ رب العزت نے دعوت وتبلیغ کی تجدید کا عظیم الشان کام لیا، جس کی برکت سے ایک بڑے طبقہ کی اصلاح ہوئی۔ ان سے چند ملاقاتوں کا تذکرہ سید العلماء حضرت اقدس مولانا سید سلیمان ندویؒ کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔

مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا ذکر خیر مدت سے سن رہا تھا، ہمارے مدرسہ دار العلوم ندوۃ العلماء کے متعدد اساتذۂ کرام جن کے سرخیل مولانا سید ابو الحسن علی ندوی تھے، کئی دفعہ بستی نظام الدین جا کر مولانا سے مل چکے تھے اور بابرکت فیض سے مستفیض ہو چکے تھے بلکہ ہمارے یہاں سے کئی سال سے متواتر طلبہ کے وفود مولانا کے حلقہ مبلغین میں داخل ہو کر خدمت کیا کرتے تھے اور واپس آ کر اپنے تاثرات بیان کرتے تھے مگر خاکسار کو ذاتی طور پر نیاز کا شرف حاصل نہ تھا، اتفاق دیکھئے کہ گزشتہ سال مولانا ابو الحسن علی صاحب ندوی نے مولانا اور ان کے ساتھیوں کو لکھنؤ اور ندوہ میں قیام کرنے کی دعوت دی، چنانچہ شعبان کی بیچ کی تاریخ اس کے لئے مقرر ہوئی، ادھر رجب کے شروع میں جولائی کی بیچ کی تاریخیں تھیں، خاکسار تھانہ بھون میں تھا کہ مولانا کی آمد کی اطلاع ملی اور تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ وہ واپس دہلی کے لئے اسٹیشن روانہ ہو گئے، مجھے بھی دہلی جانا تھا اور اسی گاڑی سے مولانا ظفر احمد صاحب کے ساتھ اسٹیشن آیا، دیکھا کہ ایک دبلے پتلے نحیف سے میانہ قد، بڑی داڑھی، کچھ پکی اور کچھ کچی، ہاتھ میں چھڑی، سر پر عمامہ مگر کبھی وہ سر سے اترا اور کبھی سر پر رکھا ہوا، اسی طرح جسم پر لمبے کرتے کے اوپر ایک عبا سا مگر وہ بھی کبھی در بر اور کبھی باہر، ایک کمبل بچھائے ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں، ہم دونوں بھی سلام کے بعد جا کر بیٹھ گئے، وہ اور مولانا ظفر احمد صاحب رفیق، ایک دوسرے کے محب اور دوست تھے، مولانا نے فوراً اپنی تبلیغ کی تقریر شروع کر دی اور ان کے سامنے اپنے طریق دعوت کی توضیح بھی بیان فرماتے رہے، وہ مجھ سے بالکل ناآشنا، مگر خود ان کی حقیقت سے ناآشنا تھا، میں ان کی باتوں کو چپ سنتا رہا، آخر میں نے یہ عرض کی کہ حضرت! ایسے لوگوں کو جو صرف دو چار دن آپ کی صحبت میں رہیں، ان کو تزکیہ اور تصفیہ کے بغیر مبلغ بنا کر بھیجنا کیونکر مفید ہوگا؟ فرمایا: ''مکتوبات مجدد الف ثانی پڑھئے، معلوم ہو جائے گا۔''

مولانا سید سلیمان ندویؒ

دوبارہ عرض کی: ''میں نے ان کو پڑھا ہے مگر ان سے تو مشکل کا حل معلوم نہ ہوا۔'' شاید مولانا کو کچھ اچنبھا سا ہوا، مولانا ظفر احمد صاحب سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے میرا نام لیا تو خوشی سے اچھل پڑے، کھڑے ہو گئے، سینہ سے لگایا اور مجبور کیا کہ انہیں کے ساتھ انہیں کے ڈبہ میں سیکنڈ کلاس میں سفر کروں، میرا ٹکٹ بدلوایا اور اس وقت سے لے کر کاندھلہ تک برابر ڈیڑھ دو گھنٹے بڑے جوش وخروش سے کلام فرماتے رہے، ان کی زبان میں لکنت تھی، تقریر پر قادر نہ تھے، تقریر الجھی ہوئی ہوتی تھی، مگر جوش وخروش کا سمندر ان موانع کے لئے سارے خس وخاشاک بہائے لئے جاتا تھا۔

واہ ری تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا وہ بھی میرے دل میں ہے

جسمانی کمزوری اور ضعیف سینہ کے باوجود ان کے پھیپھڑے ان کی پرزور تقریر اور پرجوش گفتگو کے تسلسل اور تواتر کے سبب سے ہر وقت اس طرح ابھرا بھرا کرا ٹھتے تھے کہ مجھے تو ڈر لگتا کہ کہیں یہ پھٹ نہ جائیں یا گلے کی رگیں جو بار بار پھول پھول جاتی تھیں، وہ نہ پھٹ جائیں، یہ سب سہی مگر دریا اپنی روانی میں ہر خطرہ سے بے خبر اور ہر افتاد سے بے پرواہ۔

مولانا نے جو اس اثناء میں فرمایا، میں نے اپنی استعداد کے مطابق اس کو پوری طرح سمجھ لیا، اتنے میں کاندھلہ آیا اور وہ اتر گئے، مگر مجھ سے یہ وعدہ لے لیا کہ کل رات کو دہلی میں پھاٹک حبش خاں میں ان کا تبلیغی جلسہ ہے، میں اس میں شرکت کروں، چنانچہ شریک بھی ہوا اور تقریر بھی کی اور مولانا نے اس کی تصدیق وتصویب بھی فرمائی۔

میں اس سفر سے لوٹ کر جب لکھنؤ آیا تو مولانا کے اہل تبلیغ مجاہدوں کی آمد لکھنؤ میں شروع ہو چکی تھی اور ندوہ کی مسجد میں ان کا قیام تھا، اللہ اللہ! کیا سادگی کی شان پائی، سادہ، تکلف سے بری، شب زندہ دار، تہجد گزار، پچھلے پہر سے ذکر وفکر میں مصروف، صبح کی نماز پڑھ کر اپنے کام

کے لئے مستعد اور تیار۔

ایک دو روز کے بعد مولانا مع اپنے دوسرے رفقاء کے آئے اور ندوہ کے مہمان خانہ میں ساتھ ہی قیام فرمایا اور تقریباً ایک ہفتہ تک دن رات ساتھ رہا' گفتگو میں شریک اور ہر مجلس میں رفیق' جیسے جیسے ملتا جاتا تھا ان کی تاثیر بڑھتی جاتی' مولانا کی تقریر گو ابجھی ہوئی اور بیان ژولیدہ بدستور تھا مگر میں نے دیکھا کہ جو آیا وہ اثر سے خالی نہ گیا:

ادھر کہتا گیا وہ اور ادھر آتا گیا دل میں
اثر یہ ہو نہیں سکتا کبھی دعوائے باطل میں

لکھنؤ میں کئی جلسے ہوئے اور بار بار تقریریں ہوئیں' لوگوں نے مطلب سمجھا' شرکت پر آمادہ ہوئے' کام کا آغاز ہوا' دلی سے مبلغین لکھنؤ کے کوچہ کوچہ میں پھرے اور مسلمانوں کو کلمہ اور نماز کی تلقین کی' ایک ہفتہ کے بعد کانپور کی جانب کوچ ہوا' دو تین روز قیام رہا' خاکسار بھی ساتھ تھا' یہاں ہر وقت ان کی صحبت اٹھائی' ان کی تقریریں سنیں' ان کے کام کو جانچا' ان کی دھن کو دیکھا' ہر وقت مسلمانوں کی اصلاح' دین کی سربلندی اور اعلائے کلمہ کے لئے درگاہ الٰہی میں دست نیاز دراز' آنکھیں پرنم' آواز گلگیر۔

زیادہ دیکھنے والوں اور بار بار ملنے والوں کو تو خدا جانے کیا کیا ادائیں پسند ہوں گی لیکن مجھے اس تھوڑی سی ملاقات میں ان کی تین ادائیں بہت پسند آئیں۔ صبح کی نماز کے بعد مقتدیوں کے رخ بیٹھ کر وہ کام کرنے والوں کو دن کا کام سمجھاتے تھے اور بار بار ان کی کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں فرماتے تھے' ان کی دعاؤں میں لفظ ''اللہ'' ان کے دل کی گہرائی سے نکل کر دوسروں کے دلوں کی گہرائی میں گھر کر لیتا تھا:

ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد

مختلف اوقات میں ان کی زبان سے کسی قدر آواز سے یہ دعائے ماثورہ: "یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کلہ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین" (اے حی و قیوم خدا! میں تیری رحمت سے چاہتا ہوں کہ تو میری فریاد کو سنے' تو میری حالت کی درستی فرما دے اور ایک لمحہ کے لئے بھی مجھے میرے نفس پر نہ چھوڑ) نکلتی تھی اور ان کے فقر و ابتہال الی اللہ کی کیفیت کو ظاہر کرتی تھی' وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہتے تھے اور ان میں کسی قسم کا امتیاز نہیں چاہتے تھے' وہ لکھنؤ سے کانپور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ تھرڈ کلاس میں سوار تھے' ان کے بعض معتقد فرسٹ کلاس میں سوار تھے' بھیڑ کا یہ عالم تھا کہ تھرڈ کلاس میں تو ہلنا بلکہ اپنی جگہ سے نکلنا مشکل تھا' سیکنڈ کلاس میں بیٹھنے کی جگہ تھی مگر اندر جانے کی جگہ نہ تھی' فرسٹ کلاس میں گنجائش تھی' ہر اسٹیشن پر کوشش کی گئی کہ مولانا نکل کر فرسٹ کلاس میں آجائیں مگر منظور نہیں فرمایا' آخر کانپور کے قریب پہنچ کر ظہر کی نماز اور کسی ضرورت کی بنا پر اس درجہ میں داخل ہوئے۔

لکھنؤ کے قیام میں ایک مرتبہ ایک دوست کے ہاں عصر کے وقت چائے کی دعوت تھی' پاس کوئی مسجد نہ تھی' ان کی کوٹھی میں ہی نماز باجماعت کا سامان ہوا' خود کھڑے ہو کر اذان دی' اذان کے بعد مجھ سے ارشاد ہوا کہ نماز پڑھاؤ' میں نے معذرت کی تو نماز پڑھائی' نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ کر کے فرمایا: بھائیو! میں ایک ابتلا میں گرفتار ہوں' دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نکال لیں' جب سے میں یہ دعوت لے کر کھڑا ہوا ہوں' لوگ مجھ سے محبت کرنے لگے ہیں' مجھے یہ خطرہ ہونے لگا ہے کہ مجھ میں اعجاب نفس نہ پیدا ہو جائے' میں بھی اپنے کو بزرگ نہ سمجھنے لگوں' میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اس ابتلاء سے بسلامت نکال لیں' آپ بھی میرے حق میں دعا فرمائیں۔

مجھے کبھی بستی نظام الدین جانے اور ان کی مسجد میں قیام کا اتفاق نہیں ہوا مگر جانے والوں سے سنا ہے کہ پچھلے پہر رات کا سماں بڑا موثر ہوتا تھا' دن کے سپاہی رات کے راہب بن جاتے تھے' ہر طرف سے تہجد گزاروں' ذاکروں اور تسبیح خوانوں کی آوازیں بلند ہوتی تھیں' کوئی سجدہ میں ہوتا تھا' کوئی رکوع میں' کوئی گریہ و بکا میں تھا تو کوئی دعاؤں میں' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سچائی کا ایک آفتاب کیونکر متعدد ذروں کو اپنے پاس کھینچ کر روشن بنا دیتا ہے۔

مولانا کا جسمانی ضعف' پھر شب و روز کی یہ محنت اور دعوت کے کاموں میں ہمہ وقت کا یہ شدید انہماک' آرام و راحت کی ہر تدبیر سے کامل اعراض نے ادھر ان کو ضعیف بنا دیا تھا' مہینوں سے پیچش اور اسہال کا عارضہ پیدا کر دیا تھا' اور ضعف روز بروز بڑھتا جاتا تھا' ہر علاج ناکام رہا مگر اس حالت میں بھی کام کے انہماک اور دعوت کے جوش کا وہی عالم تھا' آخر میں یوں تو نشست و برخاست دشوار ہو گئی تھی' سہارے سے اٹھتے بیٹھتے تھے مگر اس حالت میں بھی نماز باجماعت کا اہتمام اخیر تک رہا بلکہ فرض نماز کھڑے ہو کر ادا فرماتے رہے اور خدا جانے اس وقت ان کے اندر کہاں سے طاقت آجاتی تھی۔

۲۱/ رجب ۱۳۶۳ھ (بمطابق ۱۳/ جولائی ۱۹۴۴ء) کو وفات پائی اور اسی مقام بستی نظام الدین کی مسجد کے صحن کے باہر جنوبی مشرقی گوشہ میں اپنے والد و برادر معظم کے پہلو میں سپرد خاک ہوئے:

چپہ چپہ پہ ہے واں گوہر یکتا تہ خاک
دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز

☆☆..........☆☆

قادیانیوں کے جھوٹے انکشافات

مولانا منظور احمد آفاقی

کرناٹک (بھارت) کے باسی عبدالمجید بانگل صاحب یہ عجیب و غریب انکشاف کرتے ہیں:

"۱۹۷۴ء میں پاکستانی کی نیشنل اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تو اس وقت کے مشہور و معروف کانگرسی لیڈر مولانا اسعد مدنی دیو بندی نے اس بات پر سخت برہم ہو کر دلی کے ایک مشہور رسالے میں ایک طویل مضمون لکھا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا یہ اقدام غلط ہے۔"

(ماہنامہ "اردو بک ریویو" نئی دہلی مئی/جون ۲۰۰۲ء ص۵)

یہ کوئی معمولی تحریر نہیں ہے بلکہ بہت بڑا جھوٹ اور بدترین افتراء ہے' جونہی یہ زہریلی تحریر منظر عام پر آئی' علمی اور مذہبی حلقوں میں ایک ہلچل مچ گئی۔ اہل علم حضرات نے حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ العالی سے رابطہ قائم کیا اور ان کا نقطہ نظر معلوم کرنا چاہا تو حضرت موصوف نے بڑی شد و مد کے ساتھ اس بات کی تردید کی جو ان کی طرف منسوب کی گئی تھی۔ جمعیت علماء ہند کے سیکریٹری نشرواشاعت جناب عبدالحمید صاحب' حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ کے موقف کی وضاحت اور بانگل صاحب کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ پورا بیان صریح جھوٹ' غلط بیانی اور غیر ذمہ دارانہ سوچ پر مبنی ہے۔ مولانا مدنی (یعنی حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ العالی) نے ایسی کوئی تحریر نہیں لکھی' جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے اقدام کو غلط کہا گیا ہو۔ قادیانیوں کو تو شروع ہی سے علماء اسلام متفقہ طور پر اسلام سے خارج اور کافر قرار دیتے آرہے ہیں اور مولانا مدنی اس متفقہ فیصلہ و فتویٰ سے سو فیصد متفق ہیں۔ پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا معاملہ تو بہت بعد میں آیا تھا۔ مولانا سید اسعد مدنی سے اس مراسلے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے عبدالمجید بانگل کے بیان کی تردید کرتے ہوئے اسے صریح غلط بیانی اور بے بنیاد قرار دیا' میں چاہوں گا کہ مراسلہ نگار (عبدالمجید بانگل) اپنے دعویٰ کی کھلی تردید کریں۔"

عبدالحمید نعمانی

سیکریٹری نشرواشاعت جمعیت علماء ہند' دہلی

1- بہادر شاہ ظفر مارگ' نئی دہلی

۱۱۰۰۰۲

(ماہنامہ "اردو بک ریویو" نئی دہلی جولائی/اگست ۲۰۰۲ء ص ۶)

عبدالمجید بانگل اور ان جیسی سوچ رکھنے والے حضرات گاہے بگاہے طے شدہ مسائل کو چھیڑتے رہتے ہیں۔ حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ العالی نے تو اپنے موقف کی دوٹوک انداز میں وضاحت کر دی' لیکن قادیانیوں سے متعلق حقیقت حال کی وضاحت کے لئے یہاں چند باتیں عرض کی جاتی ہیں۔

برصغیر میں انگریزوں کی آمد سے قبل قادیانیوں کا کوئی وجود نہیں تھا' اپنے دور اقتدار کو طویل اور دیرپا کرنے کی غرض سے انگریزوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو تھپکی دی اور اس نے امت مسلمہ کے تیرہ سو سالہ اجماع کی پروانہ کرتے ہوئے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا اور طرفہ تماشا یہ کہ اس کو ایسے حواری بھی مل گئے جو اس پر ایمان لے آئے۔

علمائے اسلام نے مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت سنتے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے' انہیں اس

معاملے میں کوئی شک وشبہ نہ تھا لیکن کچھ لوگ مرزا قادیانی کی تحریروں کے سحر میں ایسے کھوئے کہ اسے نبی سمجھنے لگے۔ سچ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت ومسیحیت نے کم وبیش ایک صدی تک تو لوگوں کو بے وقوف بنائے رکھا لیکن سو سال گزرنے کے بعد اس غبارے سے ہوا خود بخود نکل گئی ہے۔ آج مرزا قادیانی کی اپنی تحریریں زبان حال سے گواہی دے رہی ہیں کہ اس کا دعویٰ جھوٹا تھا۔

مرزا صاحب نے ''حقیقت الوحی'' (طبع پاکستان ۱۹۵۰ء) کے صفحات ۱۹۳ تا ۳۸۶ پر اپنے دعویٰ نبوت ومسیحیت کے حق میں ۱۸۷ نشانات درج کئے ہیں۔ پہلے نشان کی بنیاد ابوداؤد شریف کی ایک حدیث پر رکھی ہے' مرزا صاحب اس حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا' جو اس کے لئے دین کو تازہ کرے گا۔''

اس کے بعد مرزا صاحب نے ''مجدد'' اور گزشتہ بارہ صدیوں کے ''مجددوں'' پر بحث کی ہے' پھر اس بحث کے اختتام پر لکھتے ہیں:

''اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں؟ یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو مری پڑ رہی ہے' زلزلے آرہے ہیں' ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں' پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحائے اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تئیس سال گزر گئے ہیں' پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے' اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعویٰ پر پچیس برس گزر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں' اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا' پس جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر انہی صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے' تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔''

مرزا صاحب نے مذکورہ بالا حدیث اور اس پر کی گئی بحث سے حسب ذیل نتائج اخذ کئے ہیں:

۱:...... ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد آئے گا۔

۲:...... آخری صدی کا مجدد مسیح ہوگا۔

۳:...... مرزا صاحب کا اپنا زمانہ (چودھویں صدی) آخری زمانہ ہے' نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب ہی مسیح موعود ہیں۔

ہم قادیانیوں کو بالخصوص اور پوری امت مسلمہ کو بالعموم دعوت دیتے ہیں کہ وہ ان سوالوں پر غور کریں:

۱: کیا مرزا صاحب کا زمانہ واقعی آخری زمانہ ہے؟

۲: کیا چودھویں صدی ختم اور پندرھویں صدی شروع نہیں ہوگئی؟

۳: کیا پندرھویں صدی میں کوئی نیا مجدد ظاہر نہیں ہوگا؟

۴: کیا نئے مجدد کے ظہور کے بعد مرزا صاحب ''آخری مجدد'' کہلا سکیں گے؟

۵: کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ پندرھویں صدی بھی آخری صدی نہ ہو بلکہ اس کے اختتام پر سولھویں صدی شروع ہوجائے؟

ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ خود فیصلہ کریں کہ چودھویں صدی آخری زمانہ تھی؟ یا وہ صدی آخری زمانہ ہوگی جو قیامت کے قریب واقع ہوگی؟

یہودیوں اور عیسائیوں میں ان مسائل پر اچھی خاصی بحثیں ہوتی رہی ہیں کہ دنیا کی عمر کتنی ہے؟ انسان اس دنیا پر کب سے آباد ہے؟ دنیا کی زندگی کب ختم ہوگی؟ اور قیامت کب برپا ہوگی؟ وغیرہ۔ اس ضمن میں یہ نظریہ کسی زمانے میں بڑا ہی مقبول رہا ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے' جن میں سے چھ ہزار سال گزر چکے ہیں اور سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم آخری ہزاری میں مبعوث ہوگئے ہیں' لہٰذا آپ کی بعثت کے بعد ایک ہزار سال مکمل ہونے پر دنیا کی زندگی ختم اور قیامت قائم ہوجائے گی' لیکن محقق علمائے اسلام نے اس نظریہ کی بڑی شد ومد سے تردید کی تھی' جن میں علامہ ابن قیمؒ الجوزی اور علامہ سیوطیؒ سرفہرست ہیں۔ (دیکھئے ان کی کتب ''المنار المنیف'' ص ۸۰ حدیث نمبر ۱۴۲

'' اللآلیٔ المصنوعۃ'' ج ۲ ص ۴۴۳ '' الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف'' بحوالہ '' الحاوی للفتاوی'' ج ۲ ص ۸۶ تا ۸۹)

ان علمائے ربانی نے جس رائے کا اظہار کیا تھا' ایک ہزار سال گزرنے کے بعد وقت نے اس پر مہر تصدیق ثبت کردی کہ ان کا فیصلہ اور فتویٰ سو فیصد درست اور یہودیوں اور عیسائیوں کا سات ہزار سال کا قول سو فیصد غلط تھا۔ اس غلط قول کے ساتھ ملتا جلتا ایک دوسرا غلط قول یہ مشہور ہوا کہ دنیا کی عمر چودہ صدیاں ہے۔ اس مدت کے اختتام پر دنیا کا خاتمہ ہوجائے گا اور قیامت واقع ہوجائے گی۔ عین ممکن ہے کہ یہ غلط قول بھی یہودیوں اور عیسائیوں ہی سے نقل کر منظر عام پر آیا ہو' چنانچہ محققین نے اسے بھی صحیح نہیں سمجھا لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اس قول کو درست تسلیم کیا اور اپنی کتابوں میں بلند و بانگ دعوے کئے کہ چودھویں صدی آخری زمانہ ہے اور یہی صدی مسیح اور مہدی کے ظہور کی صدی ہے' اور یہ کہ اس صدی کے بھی تیئس سال گزر چکے ہیں' چونکہ اس عرصے میں کسی دوسرے شخص نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا نہ مہدی ہونے کا' لہٰذا میں ہی مسیح اور میں ہی مہدی ہوں۔

ممکن ہے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ سے کچھ لوگ دھوکا کھا گئے ہوں اور انہیں نبی' مسیح اور مہدی وغیرہ سمجھ لیا ہو لیکن چودھویں صدی کے اختتام اور پندرھویں صدی کے آغاز نے ان تمام دعوؤں پر پانی پھیر دیا ہے۔

آج (جس وقت یہ سطور لکھی جارہی ہیں) پندرھویں صدی کے بائیس سال گزر چکے ہیں اور تیئیسواں سال بھی مکمل ہونے کو ہے' اس گزرے ہوئے وقت نے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے کہ چودھویں صدی آخری زمانہ نہیں تھا' اور عین ممکن ہے کہ پندرھویں صدی کے بعد سولھویں صدی بھی شروع ہوجائے' لہٰذا کوئی شخص یہ تعیین نہیں کرسکتا کہ فلاں صدی آخری زمانہ ہے کیونکہ اس کا علم فقط ذات باری تعالیٰ کے پاس ہے:

''لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہوگی؟ آپ کہہ دیں کہ اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے' وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کرے گا' یہ معاملہ آسمانوں اور زمین پر بہت بھاری (اہم) ہے۔ قیامت تم پر اچانک آئے گی۔''
(الاعراف: ۷/۱۸۷)

قرآن اور احادیث کی روشنی میں ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ آخری زمانے میں (جو قیامت کے قریب ہوگا) جناب امام مہدی علیہ الرضوان ظاہر ہوں گے۔ وہ مرزا قادیانی کی طرح مہدویت کا دعویٰ نہیں کریں گے بلکہ لوگ انہیں ان کی صفات سے پہچان لیں گے۔ ان کے ظہور کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے۔

مزید برآں:

۱: دنیا بھر کے عیسائی مسلمان ہوجائیں گے۔
۲: یہودیوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔
۳: صلیب توڑ دی جائے گی۔
۴: دجال کو قتل کیا جائے گا۔
۵: انسانیت کو دکھوں سے نجات ملے گی۔
۶: ظلم و ستم کا خاتمہ ہوگا۔
۷: دنیا عدل و انصاف سے معمور ہوجائے گی۔

ان امور کے برعکس مرزا صاحب کی آمد سے:

۱: تمام عیسائی مسلمان نہیں ہوئے۔
۲: یہودی نہیں مٹے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ سرکش ہوگئے ہیں۔
۳: صلیب نہیں ٹوٹی بلکہ بدستور موجود ہے۔
۴: دجال ظاہر ہی نہیں ہوا' لہٰذا اس کے قتل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
۵: انسانیت کے دکھڑے نہیں مٹے' بلکہ آئے دن بڑھتے چلے جارہے ہیں۔
۶: دنیا بھر میں ظلم و ستم کا راج ہے۔
۷: عدل و انصاف کا حصول انتہائی مشکل ہوگیا ہے' کیونکہ میزان عدل قائم ہی نہیں ہوئی۔

ان حقائق کی روشنی میں کوئی کیسے باور کرلے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے صحیح تھے؟ بایں ہمہ اگر قادیانیوں کو پھر بھی اصرار ہے کہ مرزا صاحب ہی ''مہدی' مسیح اور نبی'' تھے تو ہمیں کہنے دیجئے کہ اگر واقعی وہ وہی کچھ تھے جو قادیانی بیان کرتے ہیں تو وہ اپنے وقت موعود سے صدیوں پہلے تشریف کیوں لے آئے تھے؟ اسلامی تعلیمات کی رو سے تو انہیں قیامت کے قریب ظاہر ہونا چاہئے تھا' ان کا چودھویں صدی میں آنا ایک ابوالعجبی نہیں تو اور کیا ہے؟

ہم قادیانیوں سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ جب قیامت کے قریب جناب مہدی علیہ الرضوان ظاہر ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو قادیانی حقیقی مسیح و مہدی کی اتباع کریں گے یا اپنے نام نہاد ''مہدی و مسیح'' کے گن گاتے رہیں گے؟

☆☆......☆☆

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

مرزا غلام احمد قادیانی کی
ہوشیار پور میں چلہ کشی

ابوالقاسم مولانا رفیق دلاوری

ہوشیار پور میں چلہ کشی:

کسی عارف نے فرمایا ہے:

اسرار حقیقت نتواں یافت بہ قال
نے درباختن دولت و ملت و مال
تا خوں نہ کنی دو دیدہ دل پنجاہ سال
ہرگز ندہند راہت از قال بہ حال

لیکن قادیان کے ''مجدد صاحب'' بغیر اس کے کہ کبھی کوئی ریاضت کی ہو یا خلوص و نیاز مندی کے ساتھ کسی شیخ طریقت کی خدمت میں حاضر ہوئے ہوں' فنافی اللہ اور بقاباللہ کی تمام منزلیں طے کرنے کے مدعی تھے' وہ ہر وقت اس خیال میں غلطاں و پیچاں رہتے تھے کہ فسوں طرازی کی دکان کس طرح زیادہ فروغ پاسکتی ہے؟ اس سلسلہ غور و تفکر میں ایک دفعہ انہیں خیال آیا کہ اہل اللہ منازل قرب کے طے کرنے میں بڑی بڑی مشقتیں اٹھاتے رہے ہیں' چلو ہم بھی کچھ ریاضت و مجاہدہ کرکے صوفیائے صافی کیش کی نقالی کر دیکھیں' ممکن ہے کہ کچھ رنگ چڑھ جائے' ورنہ شہرت و ناموری کا مقصد عظیم تو کسی طرح ہاتھ سے نہیں جاسکتا۔ اس خیال کے پیش نظر انہوں نے ۱۸۸۶ء کے شروع میں چلہ کشی کا ارادہ کیا۔ گو قادیان میں رہ کر چلہ کاٹنے میں بھی حصول شہرت کا مقصد عزیز حاصل ہوسکتا تھا' تاہم مرزا قادیانی نے اس کام کے لئے ایک بعید مقام ہوشیار پور کو منتخب فرمایا' جس کی غرض شاید یہ ہو کہ محترمہ محمدی بیگم کے والدین پر اپنے تقدس اور تعلق باللہ کا سکہ جمائیں۔

ان ایام میں محمدی بیگم صاحبہ بھی' جن کی عمر اس وقت قریباً چودہ سال کی تھی' ہوشیار پور ہی میں تھیں' اور مرزا جی نے اپنے ۱۰/ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں لکھا تھا کہ محمدی بیگم سے عقد ہونے کی پہلی پیش گوئی اس زمانے کی ہے جبکہ وہ لڑکی ہنوز نابالغ تھی اور اس کی عمر آٹھ نو سال کی تھی۔ (تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۸)

جب ہوشیار پور جانے کا فیصلہ ہوچکا تو الہامی صاحب (یعنی مرزا قادیانی) نے شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو' جو ان سے حسن اعتقاد رکھتے تھے' لکھا کہ ہم تمہارے شہر میں آکر چلہ کشی کا قصد رکھتے ہیں' اس لئے ہمیں شہر کے کنارے کوئی دو منزلہ مکان کرایہ پر دلا دو۔ شہر کے کنارے اور دو منزلہ کی قید اس لئے لگائی تھی کہ خود شیخ مہر علی کا دو منزلہ مکان' جسے طویلہ شیخ مہر علی کہتے تھے' شہر کے باہر واقع تھا۔ چنانچہ شیخ مہر علی نے مرزا صاحب کے لئے اپنا دو منزلہ مکان خالی کرادیا۔

ہوشیار پور میں ورود اور چلہ کشی کا اعلان:

طالبان مولیٰ کا شیوہ ہے کہ وہ نہایت خاموشی و رازداری' تجرد و انقطاع' غربت و مسکنت اور فقر و فاقہ کے عالم میں اشغال و مجاہدات بجالاتے ہیں لیکن قادیان کے حق فراموش مجدد صاحب تین مریدوں کو ساتھ لے کر علی الاعلان چلہ کشی کے لئے نوابی ٹھاٹھ کے ساتھ روانہ ہوئے' قادیان سے بہلی میں بیٹھ کر دریائے بیاس کے کنارے کنارے چلے۔ گھاٹ پر بذریعہ کشتی دریا سے پار ہونا تھا' کشتی ساحل سے چند قدم کے فاصلہ پر پانی میں کھڑی تھی۔ دوسرے لوگوں نے جوتیاں اتار لیں اور چند قدم پانی میں چل کر کشتی پر سوار ہوئے لیکن مرزا صاحب کی شان ریاست اس کی مقتضی تھی کہ جوتی اتار کر پاؤں گیلا کرنے کی زحمت گوارا نہ فرماتے' اس لئے ملاح نے ان کو اپنے کندھوں پر سوار کرکے کشتی پر سوار کرایا۔ ''مجدد صاحب'' نے اس کو ایک روپیہ انعام دیا۔ رات کو اپنے ایک صحابی فتح خان کے گاؤں میں ٹھہرے۔ یہ وہی آستانہ قادیان کا مشہور خدمت گار فتح خان ''صحابی'' ہے جو تھوڑے دنوں کے بعد قادیان کا رشتہ ارادت توڑ کر از سر نو مسلمانوں میں آملا تھا۔ (سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ ۵۵)

ہوشیار پور پہنچ کر مرزا صاحب نے تینوں مریدوں کو علیحدہ علیحدہ تین کام سپرد کردیے۔ کھانا پکانے کی خدمت عبداللہ سنوری کے سپرد ہوئی' سودا سلف خریدنے کا کام فتح خان کو تفویض ہوا اور مہمان نوازی کی خدمت حامد علی کے دوش ہمت پر ڈالی گئی۔

''مجدد صاحب'' کا کوئی کام ایسا نہیں تھا جو تصنع' ریا' نام و نمود اور شہرت طلبی کے جذبات سے

خالی ہو' اس لئے چلہ کشی کی نمائش اور اس کا پروپیگنڈہ بھی ضرور تھا۔ مرزا صاحب نے دستی اشتہارات چھپوا کر اعلان کردیا کہ چالیس دن تک کوئی صاحب مجھے ملنے نہ آئیں اور نہ کوئی صاحب مجھے دعوت کے لئے بلائیں' چالیس روز کے بعد بیس دن تک ہوشیار پور میں قیام کروں گا' اس وقت ہر شخص ملاقات کرسکے گا۔

خدام نیچے ٹھہرے تھے اور مرزا صاحب نے بالا خانہ کو زینت بخشی تھی۔ ''الہامی صاحب'' نے خدام کو حکم دے رکھا تھا کہ اوپر بالا خانہ میں کوئی شخص میرے پاس نہ آئے' کھانا اوپر پہنچادیا جائے' خالی برتن دوسرے وقت لے جایا کریں۔ یہ بھی فرمایا کہ میں نمازیں اوپر پڑھوں گا' تم نیچے پڑھ لیا کرنا۔

عبداللہ سنوری کا بیان ہے کہ میں کھانا دینے اوپر جایا کرتا تھا اور حضور سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ البتہ اگر خود مجھ سے کوئی بات دریافت کرتے تھے تو اس کا جواب دے دیتا تھا۔ (سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ ۵۵)

طالبان مولیٰ کسی ایسی آباد مسجد کے پاس چلہ کشی کرتے ہیں جہاں نماز باجماعت فوت نہ ہو۔ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت کرتے ہیں' ترک حیوانات کا التزام کرتے ہیں اور غذا کو قوت لایموت تک گھٹادیتے ہیں لیکن قادیانی صاحب چلہ میں بھی تنعمات کے اسی طرح غلام رہے جس طرح دوسرے ایام میں تھے۔ (دیکھو سیرۃ المہدی صفحہ ۱۲۱ جلد اول)

معلم الملکوت سے بالمشافہ گفتگو

یقین کے ساتھ معلوم نہیں کہ اس چلہ کی حقیقی غرض و غایت کیا تھی؟ لیکن بظاہر ایک مقصد یہ تھا کہ شیاطین کو مسخر کیا جائے اور معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اس مقصد میں کامیاب ہوئے۔ کیونکہ اس چلہ میں ابلیس' جسے مرزا صاحب (معاذاللہ) خدائے ذوالجلال سمجھ رہے تھے' بڑی بڑی دیر تک مرزا صاحب سے بالمشافہ گفتگو کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ میاں بشیر احمد صاحب ایم اے ''سیرۃ المہدی'' میں لکھتے ہیں کہ:

> ''میاں عبداللہ سنوری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور (مرزا غلام احمد قادیانی) نے مجھ سے فرمایا: ''میاں عبداللہ! ان دنوں میں مجھ پر بڑے بڑے خداتعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں۔ بعض اوقات دیر دیر تک خداتعالیٰ مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔''
>
> (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۵۷)

اور اس بات کا ایک ادنیٰ ثبوت کہ مرزا غلام احمد قادیانی سے باتیں کرنے والا معلم الملکوت یا اس کا کوئی چیلا تھا' یہ ہے کہ انہیں ''باقبال عمواٴیل'' یا ''بشیر'' کے ظہور اور محمدی بیگم سے شادی ہونے کے الہام ہوشیار پور میں اسی چلے میں ہوئے تھے۔ (دیکھو تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۵۹'۶۱)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی ذات شریف کے کہنے کے بموجب دھڑلے سے دونوں پیشگوئیاں کردیں' جو جھوٹی نکلیں اور مرزا صاحب کو ان میں بہت کچھ خجل اور نادم ہونا پڑا۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ اطلاعات منجانب اللہ ہوتیں تو ان میں تخلف کا کوئی امکان نہ تھا۔

☆☆..................☆☆

بقیہ فریضہ دعوت

پڑھنے کا اور اللہ کے احکام کو جاننے کا صحیح انتظام نہیں کیا تو یہ نہیں جائیں گے' کیونکہ ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے' اور اس کے پیدا ہونے کے بعد اس کو کوئی یہودی بنالیتا ہے' کوئی مجوسی بنالیتا ہے اور کوئی عیسائی بنالیتا ہے' جیسا ماحول ملے گا' جیسا انتظام ملے گا وہ ویسے ہی بن جائے گا' یہ نہیں ہوتا کہ مسلمان گھر میں پیدا ہوا تو مسلمان رہے گا' یہ لازمی نہیں' اگر اس کو ایسا ماحول ملا' ایسے اساتذہ ملے' ایسے اسکول ملے جہاں اس کو عیسائی بنایا جارہا ہے تو وہ عیسائی بن جائے گا' جہاں اس کو مجوسی بنایا جارہا ہے تو وہ مجوسی بن جائے گا۔ حدیث شریف میں صاف صاف آتا ہے: وہ بچہ بھی اللہ کے سامنے کہہ سکتا ہے کہ پروردگار! ہمارے ماں باپ نے ہمیں بتایا نہیں' ہمارے لئے کوئی سیکھنے کا اور جاننے کا انتظام نہیں کیا' تو کون پکڑا جائے گا؟ ماں باپ پکڑے جائیں گے کہ تم نے کیوں نہیں بچے کو دین کی باتیں بتائیں' تم نے اپنے بچہ کو عذاب جہنم سے کیوں نہیں بچایا۔ قرآن مجید میں آتا ہے:

> ''اے ایمان والو! اپنے کو اور اپنے بچے کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ' جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔''

جہنم کی آگ سے کیسے بچایا جائے گا؟ وہاں ہاتھ پکڑ کر روک لیں گے؟ نہیں! بلکہ عمل کے نتیجہ میں وہاں معاملہ ہوگا' آگ سے آدمی اپنے بچہ کی نجات کا راستہ اختیار نہیں کرتا تو اس کی پکڑ ہوگی' اس پکڑ سے بچنے اور اپنے اہل وعیال کو بچانے کی فکر اسی دنیا میں علم وفضل کے ذریعہ ہم سب کو کرنا چاہئے۔

ارمغان گلبرگہ

حضرت شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

گلبرگہ ترے شام و سحر یاد رہیں گے
انوار وہ تا حد نظر یاد رہیں گے
فیضان محمدؐ وہ عنایات یداللہ
جو گیسوئے جاناں کی حسیں چھاؤں میں گزرے
اے منزل پُر شوق تری رہ میں جو آئے
ہے خاک تری سرمۂ ارباب بصیرت
اے خواجہ کی نگری دل و جاں تجھ پہ نچھاور
اے جانِ وطن تجھ سے میں گو دور رہوں گا
تڑپائے گی لاہور میں رہ رہ کے تری یاد
اے شاہد عشاق دکنؑ شہر نگاراں
بھولے ہیں نہ بھولیں گے نفیسؔ اہل محبت

گزرے ہیں جو باکیف و اثر یاد رہیں گے
اسرار وہ شب تا بہ سحر یاد رہیں گے
کیا لطف تھے ہنگامِ سحرؑ یاد رہیں گے
وہ لمحے بانداز دگر یاد رہیں گے
وہ شہر وہ قریے وہ نگر یاد رہیں گے
پتھر ہیں ترے لعل و گہر یاد رہیں گے
مجھ کو ترے اجڑے ہوئے گھر یاد رہیں گے
نقشے ترے ہر آن مگر یاد رہیں گے
جلوے ترے با دیدۂ تر یاد رہیں گے
کیا تجھ کو بھی ہم خاک بسر یاد رہیں گے؟
کچھ اہل دل و اہل نظر یاد رہیں گے

ساقی نامہ

حضرت شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

بیمار ہوگئے بڑے بے تاب ہوگئے
جب تم نظر پڑے تو شفا یاب ہوگئے
ساقی! تری نظر پہ مری زندگی نثار
تیرے فیوض روکش پنجاب ہوگئے
تابِ جبیں سے بہہ گئے سیلاب نور میں
تیری نظر سے غرق مئے ناب ہوگئے
صحرا جو راستے میں پڑے گرد ہوگئے
دریا جو آئے سامنے پایاب ہوگئے
وہ جن کے دم سے جنس وفا تھی گراں بہا
وہ لوگ بزم دہر سے نایاب ہوگئے
ضرب المثل تھیں جن کی بلا نوشیاں نفیسؔ
ساقی کے دردِ جام سے سیراب ہوگئے

REGD. NO. SS-160

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف:

☆عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ ☆یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دارالمبلغین قائم ہے۔ جہاں علماً کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دارالتصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔ ☆ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے راہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب: اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں: مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں ☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

(نوٹ) مجلس کے مقامی دفاتر میں رقوم جمع کرا کر مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

کراچی کے احباب نیشنل بینک پرانی نمائش برانچ اکاؤنٹ: **487-9** میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔

(حضرت مولانا) خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

(حضرت مولانا) سید نفیس شاہ الحسینی
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ترسیل زر کا پتہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: **514122**

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: **7780337**